# مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

نیو سلور بک ایجنسی
وزیر بلڈنگ
پاؤنڈ
بھنڈی بازار۔ بمبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟

از

ابو نجمہ صولت علوی

قبر کی زندگی سے لیکر جنت یا دوزخ کے داخلے اور اُن کے مفصل حالات قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

طابع وناشر

نیو سلور بک ایجنسی

وزیر بلڈنگ کمپاونڈ، بھنڈی بازار بمبئی ۳



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# دیباچہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ عالمِ کائنات قدرتِ خداوندی کا ایک کھلا ہوا صحیفہ ہے۔ اگر تم غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرو تو اس کا ہر ورق تمہارے لئے عبرتوں اور ہدایتوں کا ایک سبق پیش کرتا ہے۔

روز و شب کی گردشیں، صبح و شام کی کروٹیں، موسموں کے ہیر پھیر حالات و واقعات کی تبدیلیاں، حادثات و تغیرات کی بے اختیاریاں تمہاری آنے والی زندگی کا پتہ دے رہی ہیں۔ تم خود ساری مخلوقات کا ایک مجموعہ ہو، اہل تحقیق نے تمہیں عالمِ اکبر سے تعبیر کیا ہے تمہاری ہستی ہی تمہارے سمجھنے کیلئے کافی تھی مگر تم اپنی حقیقت سے ناآشنا ہو کر تم اپنے آپ کو نہیں دیکھتے پھر تمہاری بصارت سے کیا اُمید کی جائے کہ تم ان چیزوں کو دیکھتے ہو کہ جو تمہیں احاطہ کئے ہوئے ہیں تم نے اپنی استعدادِ داخلی کو غفلت و شقاوت کا زہر پلا دیا ہے اس لئے تمہارے حق میں استعدادِ خارجی بجائے معاون ہونے کے ایک حجاب بن گئی ہے اور تم فردا سے بے خبر ہو کر ہنگامہائے امروز

میں کھو کر رہ گئے۔ اسی عالم شہادت میں آخرت کی بہت کچھ نشانیاں اور علامتیں جھلک رہی ہیں۔ اگر تم نے اپنی فہم و ذکاوت اور نگاہ بصیرت کو زائل کر دیا ہے تو مرنیکے بعد ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا

جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور وہ راہ سے دُور پڑا ہے۔

یہ عالم ایک مجموعۂ اضداد ہے اور تغیرات و تبدّل کے ایک لامتناہی تسلسل کا کارخانہ ہے یہاں کی کوئی چیز ایک حالت اور ایک صورت پر قائم نہیں رہ سکتی، ہر چیز حادث و فانی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل و دانش کی روشن شمع عطا کی ہے جس کی روشنی میں تم سعادت کی راہ کا انتخاب کر سکتے ہو اور تمہارے قلب میں ایک جوہر لطیف ودیعت ہو چکا ہے۔ تم اگر اُسے بیدار کر لو تو عدمِ وجود کا حجاب اُٹھ جائے گا۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے جد و جہد اور سعی کی تو تمہارا ذہن اور قلب منوّر ہو جائیگا۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط

جنہوں نے ہمارے واسطے محنت اور مجاہدہ کیا تو ہم اُن کو اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔

تمہاری ہر فنا حیاتِ بقا کا دیباچہ ہے ہر نیا عدم نئے وجود کا محتاج ہے اگر نئے نئے عدم نہ ہوں تو نئی نئی ہستیاں وجود میں نہ آئیں تم جسے ترقی کہتے ہو یہ دراصل فنا اور عدم ہی کے دم سے ہے جو کوئی پچھلی



صورت معدوم ہوتی ہے تو یہ اقدام ارتقاء نئی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر حالات متغیّر نہ ہوتے تو ترقی کی راہ مسدود ہو جاتی۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝

ایک زمانہ انسان پر ایسا بھی گذرا ہے کہ وہ کوئی چیز نہ تھا جو سمجھ میں آتی۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ کیا اور تمہیں ساری مخلوقات میں احسن اور اشرف بنایا بسیط ارض کی خلافت دی اور کائنات کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اور یہ تمہاری وفاداری کی آزمائش گاہ ہے۔ معیّن وقت پر تم سے محاسبہ کیا جائے گا۔ اور تم اللہ کی عدالت میں پیش ہو گے تم عدم سے وجود میں لائے گئے اور تمہیں عدم میں ہی جانا ہوگا۔ جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگ یہاں آئے اور چلے گئے کیا تم دیکھتے نہیں کل جو خوشنما و بلند محلوں میں تمتعوں اور بجلی کی روشنی میں رہتے تھے فاخرہ ملبوس میں زمین پر اکڑ کر چلتے تھے آج انہیں اپنے ہاتھوں سے تم نے قبر میں اُتار دیا۔ اور ان کی ساری ثروت و سطوت پر مٹی ڈال دی امیر ہو یا غریب، شاہ ہو یا گدا موت سے کسی کو مفر نہیں اور سب کا ٹھکانہ قبر ہی ہے اور سب کو بارگاہ مالک یوم الدین میں حاضر ہونا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جائیں گے پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے

قبر سے مُراد عالمِ برزخ ہے جو موت اور قیامت کے درمیان ایک مقام ہے۔ مُردے کو بظاہر جلا دیا جائے یا دریا میں بہا دیا جائے اُسے درندے کھا جائیں ہر حال میں اس کا ٹھکانہ عالمِ برزخ ہے۔ جہاں وہ جزا اور سزا کی منزلوں سے گذرتا ہے اور قیامت تک اسی عالم میں رہے گا۔

مرنے کے بعد زندگی پر تمہیں یقین نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو برائے نام اس لئے کہ تمہارے اعمال و کردار ثبوت دے رہے ہیں کہ تم نے سرائے فانی کو ہی اپنا حقیقی وطن سمجھ رکھا ہے حالانکہ موت تمہارے سروں پہ منڈلا رہی ہے وہ روزانہ تمہارے سروں پہ منڈلا رہی ہے وہ روزانہ تمہارے گھروں پر چکّر لگاتی ہے تم ہمہ تن دُنیا میں مصروف ہو، موت انسان کا آخری تغیّر ہے جو دُنیا سے آخرت کی طرف منتقل کر دیتی ہے، تمہارے دلوں پر موت کا خوف کیوں طاری ہے۔ تم ہزاروں عدمِ وجود سے گزر چکے ہو پھر تم اس تبدّل سے کیوں ڈرتے ہو جو تمہیں اصلی اور ابدی زندگی عطا کرتا ہے تم اپنی ہستی پر غور کرو،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

اے لوگو! اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے شک (انکار) میں ہو تو ہم نے اوّل تم کو مٹّی سے بنایا پھر نطفہ سے جو غذا بنتا ہے پھر خون کے لوتھڑے



مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ط

سے پھر بوٹی سے کہ (بعض) پوری ہوتی ہے اور بعض ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے اپنی قدرت ظاہر کردیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ کو چاہتے ہیں ایک مدّت (یعنی وقت وضع تک) ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچّہ بنا کر باہر لاتے ہیں تاکہ تم اپنی بھری عمر تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں (جو جوانی سے پہلے ہی مرجاتے ہیں) اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو نکمّی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہونچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہوکر پھر بے خبر ہوجاتا ہے۔

تم نے دیکھا تبدیلیوں کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تو وہ موت ہی پر آکے منقطع ہوا۔ بچپن کے فنا ہونے سے جوانی اُبھر آتی ہے اور جوانی کا معدوم ہونا بڑھاپے کا ظہور ہے، شکمِ مادری سے تمہاری ہستی تغیّر پذیر ہے پس آخری تبادلہ کا انتظار کرو کہ جس کے ذریعہ تمہیں عالمِ فانی سے جہانِ آخرت کی طرف جانا ہے۔

آدمی مرنے کے بعد کیوں کر زندہ ہوتا ہے

اور حقیقت میں موت کے معنیٰ کیا ہیں قرآن کریم استدلال و ہدایات کا خزانہ ہے۔

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

تو زمین کو دیکھتا ہے خشک پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کے نباتات اگاتی ہے یہ سب اسی سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اور نیز اسی سبب سے ہوا کہ قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو زندہ کردے گا۔

انحطاط و کمال، تنزل و ارتقا، طلوع و غروب پیدائش و موت، غیب و شہود، حادثہ و انقلاب زمین و آسمان کی ساری چیزیں پکار رہی ہیں کہ اے خلیفۂ ارضی تیری زندگی کا یہ مقصد نہیں کہ مکاّر دنیا کے ظاہری حسن پر فریفتہ ہوکر لہو و لعب میں گم ہو جاؤ، تو



کیا دُنیا کے تعاقب میں سرگرداں ہے، دُنیا کوئی اصل نہیں، یہ ایک سایہ ہے جو تیرے ہاتھ نہ آسکے گا اور موت تیرا پیچھا کر رہی ہے جو وقت مقررہ پر پہنچے گی اور تجھے پکڑے گی۔ یہ دنیا تجھے طرح طرح کے مغالطے میں رکھتی ہے اور نئے نئے فریب اور دھوکے سے بہلاتی ہے تو سمجھتا ہے کہ گردنیں ہلانے تک ہی اللہ کا ذکر محدود ہے اگر اسی کو تصوّف کہتے ہیں تو ہاتھی سب سے بڑا صوفی ہے اور جھکنا سر پٹکنا ہی عبادت کا مفہوم ہے تو چوپائے اور حشرات الارض سب سے بڑے عابد ہوتے پھر اس میں تیری تخصیص کیا تھی جو اشرف المخلوقات سے نوازا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں اپنی امانت ودیعت کی ہے تو اس جوہر لطیف کی حفاظت کر اور یہی وہ بار گراں ہے جس کو کائنات زمین و آسمان نے اُٹھانے سے انکار کردیا اور وہ تیرے سپرد کردیا گیا۔ اسی جوہر لطیف کو رُوح کہتے ہیں تو اپنا منہ مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف کرے اللہ دلوں کے ارادے کو دیکھتا ہے۔ اگر تیرا قلب زنگ آلود اور روح پژمردہ ہو تو منبر ہو یا مدرسہ یا خانقاہ ہو یا مسجد ہر جگہ تیرے مظاہرے نمائشوں کے سوا کچھ نہ ہوں گے،

فقیہاں دفترے را می پرستند
حرم جویاں درے را می پرستند
برافگن پردہ تا معلوم گردد

کہ یاراں دیگرے رامی پرستند

رُوح کی چھان بین کریدنے کی ممانعت ہے۔ یہودیوں کے استفسار و اصرار پر ارشاد باری کا نزول ہوا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحُ اے نبیؐ! روح کو تم سے پوچھتے ہیں تو کہہ دو، میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

اہل بصیرت نے رُوح کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ روح حیوانی ۲۔ روحِ جسمانی

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں ان میں مادّہ کے ساتھ ایک چیز اور پائی جاتی ہے وہی اس کی روح ہے مثلاً پھول میں خوشبو جسم میں حرکت، ستاروں میں نُور، ہوا میں تموّج، پانی میں روانی۔

روح کی ابتدائی تصویر ذہن نشین کرنے کیلئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ سب لطیف چیزیں ان اشیاء کی جان ہیں اور جاندار چیزوں میں جس چیز کو لوگ جان یا روح کہتے وہ بھی اس تغیر کے لحاظ سے رُوح ہے لیکن جس طرح جسم میں یہ رُوح ہے اور اس کی بدولت جسم میں تعقّل اور ادراک پایا جاتا ہے اس طرح خود یہ رُوح اصل نہیں ہے اصل ایک جوہر لطیف ہے جو اس حیوانی روح سے ایک خاص تعلق رکھتی ہے مولانا رومؒ حیوانی روح کا فرق اس طرح بیان کرتے ہیں ؎



غیر فہم و جاں کہ درگاہِ خراست
آدمی را عقل و جان دیگر است
آں چناں کہ بر تو جانِ برتن است
بر تو جانانہ بر جانِ من است

حیوانات میں جو ادراک اور روح ہے اُس کے علاوہ انسان میں ایک اور روح ہے اور حیوانی رُوح کو جو تعلق جسم سے ہے اسی قسم کا تعلق اصل رُوح سے اس حیوانی رُوح کو ہے ؎

حدِ جسمت یک دو کف خود بیش نیست
جان تو تا آسماں جولانگہ است
بازنامد روح حیوانی است ایں
بیشتر رُوح رُوحِ انسانی است ایں

ان شعروں میں پہلے جسم اور رُوح کا فرق بتایا ہے جسم کی مقدار دو ایک ہاتھ ہے لیکن روح کی دسترس آسمان تک ہے پھر کہتے ہیں کہ یہ رُوح جو آسمان تک پہنچتی ہے یہ بھی حیوانی رُوح ہے انسانی روح اس سے بھی بالاتر ہے۔

رُوح ازلی اور ابدی چیز ہے لیکن وہ ایک جوہر واحد بسیط ہے افراد انسانی میں اس کی تعداد اس طرح ہے جس طرح آفتاب کا نُور ہے جو تمام عالم میں چھایا ہوا ہے لیکن جن چیزوں پر منعکس ہوتا ہے ان کے اختلافِ حالت سے اس کی کیفیت اور صورت بدل جاتی ہے۔ اس کی روشنی تمام عالم میں چھائی ہوئی ہے۔ آئینہ میں، دریچہ میں، روزن میں الگ نظر آتی ہے اور ایک کے بجائے اس کے ہزاروں وجود نظر آتے ہیں،

اسی طرح روح ایک مفرد بسیط شے ہے۔ لیکن مختلف اجسام میں آکر متعدد اور مختلف معلوم ہوتی ہے خواجہ فریدالدینؒ فرماتے ہیں۔ ؎

از موت و حیات چند پرسی از من !
خورشید بہ روزنے در افتاد برفت

مادہ پرستوں کا خیال ہے کہ آئندہ زندگی کوئی چیز نہیں۔ ترکیب عنصری جب تک قائم انسان زندہ ہے جب عناصر منتشر ہو گئے فنا ہو گیا اب دوبارہ رُوح کا پیدا ہونا یا باقی رہنا خیالی باتیں ہیں۔ اس خیال کی تردید صوفیائے کرام نے نہایت پُر زور لطیف پیرائے میں بیان کی ہے اور اس خیال کو باطل قرار دیا ہے ؎

کدام دانہ فرو رفت و زمیں کہ دست
چمانہ دانہ انسانیت ایں گماں باشد

وہ کون سا دانہ ہے جو زمین کے اندر گیا اور نہ اگا پھر انسانیت کی نسبت تم ایسا خیال کیوں کرتے ہو۔

رُوح انسانی ایک جوہر لطیف اور مفرد شے ہے جو کہ عالم اقدس سے ہے۔ روح حیوانی عالمِ سفلی سے ہے اور اخلاط کے لطیف بخاروں سے مرکب ہے یہ رُوح انسان کے ہر عضو میں سرایت ہے اور اس کی بدولت ترکیب عنصری کا نظام قائم ہے اور یہی تمام حواس کا اظہار کرتی ہے اسی لئے موت کے بعد ساری قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور جسم بے حس و حرکت و ساکت و جامد ہوتا ہے اور اسی



لئے جان کنی میں نہایت سختیاں اور شدتیں گزرتی ہیں۔ کیوں کہ جسم کے ہر حصے سے ہر رگ و عضو سے روح کھینچی جاتی ہے اس کی فنا کے بعد بھی روح انسانی قائم رہتی ہے اور مُردہ کو تکلیف و آرام کا احساس ہوتا رہتا ہے مگر اظہار کی قوت زائل ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مُردہ کی ہڈیوں کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈیاں توڑی جائیں پس یقینی طور پر مرنے سے انسان کی ذات و صفات میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس کی جگہ اور مقام بدل جاتا ہے۔

بہ موافقت روح کے عذاب کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عذابِ جسمانی ۲۔ عذابِ روحانی

عذابِ جسمانی ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ حالتِ ظہور سے ہے۔ البتہ عذابِ روحانی سے لوگ بے خبر ہیں۔ اہل مشاہدہ نے عذابِ روحانی کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے۔

آدمی کو جس قدر اور جتنا ہی زیادہ دُنیا کی محبت ہوگی اسی حساب سے عذابِ رُوحانی اس پر مسلط ہوتا ہے اور یہ خود اس کے اعمال ہوتے ہیں جو عذاب کی صورت اختیار کر کے اس کی رُوح میں پیوست ہو جاتے ہیں مثلاً ایک شخص کسی صورت پر شیفتہ و عاشق ہو گیا تو جب تک اس کو معشوق کا وصل حاصل رہتا ہے عشق اس کیلئے وبال جان بن جاتا ہے وہی محبت اژدہے کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اس کی رُوح کو ڈستی رہتی ہے وہ گھبرا کر پریشان ہوتا ہے سوچتا ہے کہ میں دریا میں ڈوب مروں آگ

میں کود پڑوں ، زہر کھالوں مگر نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وہ جُدائی کی اذیتیں برداشت نہیں کرپاتا ۔ اس کی روح عذاب کا شکار رہتی ہے وہ اژدھا اس کی زندگی میں دکھائی نہیں دیتا مگر بعد مرگ اِنسان اسے دیکھتا ہے دُنیاوی محبّت کے اژدہے میری روح میں گھُسے ہوئے ہیں پھر اسے ایک لمحہ بھی اس عذاب سے فرصت نہیں ملتی حدیث شریف میں وارد ہے ۔

الدُّنیا سِجن المومنین دنیا مومنوں کیلئے قید خانہ ہے

وجنة الکافرین اور کافروں کیلئے جنّت ہے ۔

بندۂ مومن کے دل میں اللہ کی محبّت اور اس کے جمال و دیدار کا شوق ہوتا ہے اس لئے وہ آخرت کو محبوب رکھتا ہے اور دُنیا کو بحیثیت دین اختیار کرتا ہے یہ دُنیا محبوب کے فراق وجدائی کی وجہ سے ہے اس کیلئے مثل قید خانہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جلد سے جلد اس سے رہائی حاصل کرکے محبوب سے واصل ہوجاؤں اور دنیا کی تکلیفوں اور اذیتوں کی پرواہ نہیں کرتا اور محبوب کا جذبۂ محبّت وشوقِ وصال اُسے آخرت کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے کہ یہ اس کے محبوب کی وصل گاہ ہے جہاں اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرامِ جان اور سکونِ قلب ہے اور وہی اس کی جنّت ہے ۔

کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ وہ دُنیا کی محبّت کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے یہی دُنیا اس کی محبوب ہوتی ہے اس کا وصل اس کے



لئے سکونِ قلب اور آرامِ جاں ہوتا ہے اور یہی اس کی جنّت ہے مگر جب دُنیا سے مفارقت اور جُدائی ہوجاتی ہے اور دُنیا کی ہر وہ شئے جس سے وہ محبّت رکھتا تھا عذاب کی صورت میں اُس پر مسلط ہوجاتی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان عذابوں میں گرفتار ہوجاتا ہے اسی لئے کافر موت کے نام سے گھبراتا ہے وہ سوچتا ہے کہ اُس کی محبوب دنیا اُس سے چھوٹ جائیگی اور مومن تبسّم بہ لب موت کا استقبال کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے حقیقی وطن کی طرف مراجعت کررہا ہے اور وہاں محبوب حقیقی کا جمال و دیدار نصیب ہوگا ۔

مومن کبھی ہوتا نہیں موت سے خائف
ایمان کا جوہر ہے بس اللہ سے ڈرنا

غرضکہ یہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو کچھ بوئے گا اسی کے ثمر وہاں ملیں گے اور ظاہر ہے کہ ببولوں کے درخت سے آم، سیب اور انار کے پھل نہیں اُگائے جاسکتے ہیں ۔ تم مردِ مومن ہو ۔ اب ذرا اپنے اعمال کا جائزہ لو اور دیکھو کہ تم نے یہاں کیا کاشتکاری کی ہے ۔ آخرت میں تم کن ثمرات کے مستحق ہونیکی یا بدی تمہاری ہی کمائی تمہارے سامنے رکھ دی جائیں گی اور وہی عذاب وثواب کا باعث ہوگی ۔ اس میں تم ذرا بھی کمی بیشی یا تفاوت وتفریق نہ پاؤ گے ۔

فمن یعمل مثقال ذرة خیرًا یره
ومن یعمل مثقال ذرة شرًا یره

مرنے کے

مسلمانو! تم کہاں ہو تمہیں خود بھی معلوم نہیں اسلام کی وحدت کو چھوڑ کر تم نے ملت کے ٹکڑے کر دیئے، تمہاری ساری قوتیں معدوم ہوگئیں۔ سرورِ کائنات نبی کریم ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی، موت قبر حشر دوزخ جنت، دیدارِ الٰہی سب کی خبریں اور کیفیتیں تم تک پہنچا دی ہیں تاکہ راہ کے انتخاب میں تمہیں کوئی احتیاج نہ رہے مگر تمہاری آنکھوں اور قلوب پر غفلت و شقاوت کا پردہ پڑا ہوا ہے تم جان کر انجان ہو گئے ہو، تمہارے لئے میرے دل میں اضطراب و درد کا ایک طوفان برپا ہے اسلام سے تمہاری بے التفاتی اور بے اعتنائی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی ہے مجھے تم سے بہت کچھ گلہ ہے۔ انشاء اللہ پھر کسی موقع پر لکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو کتاب و سنت اور اسلاف صالحین کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

آؤ! احادیث نبویؐ کی روشنی میں اب عالمِ برزخ کا نظارہ کرو اور توشۂ آخرت کی فکر میں لگ جاؤ کہ وہی تمہارا اصلی وطن ہے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ



# عالمِ برزخ کا دروازہ کھلا

## مَلِكُ الْمَوْتُ

آخرت کی مراجعت کے وقت سب سے پہلے آپ کو ملک الموت سے ملنا ہے اور ملک الموت کے معنیٰ ہیں "موت کا فرشتہ" ان کا نام حضرت عزرائیلؑ ہے۔ موت بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب موت کو پیدا کیا تو اس کے سامنے دس لاکھ پردے ڈال دیئے اور ہر پردہ کا طول و عرض زمین و آسمان سے کہیں بڑا ہے موت کی جسامت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تمام دنیا کے دریاؤں اور نہروں کا پانی اس کے سر پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ پانی زمین پر نہ گرے اور ساری کائنات اس کے سامنے اسطرح

رکھی ہوئی ہے جیسے کسی شخص کے قدموں میں کوئی چھوٹی سی تھالی رکھی ہو

اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو جب موت پر مسلط فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔ خداوندا! موت کیا چیز ہے۔ پروردگار عالم نے موت کے سامنے سے سارے پردے ہٹا دیئے اور فرشتوں کو حکم ہوا آؤ تم سب موت کو دیکھ لو۔ فرشتوں نے جب موت کا نظارہ کیا تو بے ہوش ہوکر گر پڑے جب ان کو ہوش آیا تو پوچھا۔ الٰہی کیا موت سے بھی بڑی چیز کوئی دنیا میں موجود ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ موت کو میں نے پیدا کیا۔ موت سے بڑا میں ہوں اور مجھ سے بڑا کوئی نہیں۔ اور دُنیا میں جتنی مخلوق میں نے پیدا کی ہے اس کا ایک بار موت سے ضرور واسطہ پڑے گا۔ حق تبارک وتعالیٰ کی عطا کی ہوئی خصوصی طاقت سے حضرت عزرائیل نے موت کو پکڑ کر اپنے ہاتھ پر بٹھالیا اور اسی کے ذریعے وہ جانداروں کی روح قبض کرتے ہیں۔

# ملک الموتؑ کی شکل و صورت

روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو جب خداوند عالم نے نبوّت کی خلعت سے نوازا تو خدا کے حکم سے ملک الموت بھی حضرت ابراہیمؑ کو مُبارکباد دینے آئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ملک الموت سے پوچھا کہ مجھے یہ بتادو کہ تم کافروں کی روح کس صورت سے قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ وہ خوفناک اور ہیبت اثر نظارہ آپ



نہ دیکھ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ مجھے تم دکھاؤ تو، ملک الموت نے کہا اچھا ذرا منہ پھیر لیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب منہ پھیر کر اس کی طرف دیکھا تو ایک سیاہ بادلوں والا ہیبت ناک اتنا لمبا آدمی نظر آیا جس کا سر آسمان سے لگا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے مُنہ سے آگ کے شعلے اور دھوئیں نکل رہے تھے اور اس کے جسم کے مسامات سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

حضرت ابراہیمؑ یہ خوفناک منظر دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو جب ہوش آیا تو دیکھا ملک الموت اپنی پہلی شکل و صورت میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کافر کو اذیت اور سختی پیش نہ بھی آئے تو تمہاری یہ بھیانک اور ہیبت ناک صورت ہی اس کیلئے بڑا عذاب ہے اور یہی اُس کو کافی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اب ذرا مومن کی قبض روح کا بھی نظارہ دکھا ملک الموت کے کہنے پر آپ نے منہ پھیر کر دیکھا تو سامنے نہایت حسین و خوبصورت اور خوش وضع و بہترین ملبوس میں خوشبودار جوان بیٹھا ہے آپ نے فرمایا اگر مومن کو کرامت اور بزرگی حاصل نہ بھی ہو تو تمہاری حسین وجمیل دل پذیر جانفزا صورت ہی کافی ہے کہ یہ دیکھتے ہی رُوح اس پر فدا ہو جائے۔

حضرت ابراہیمؑ نے دریافت فرمایا کہ اگر ایک آدمی مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں ہو تو یہ عالم بہت وسیع و کشادہ ہے کہیں وبا پھیل رہی ہو

اور کہیں جنگ ہو رہی ہو ایسی صورت میں تم رُوح کے قبض کرنے کے فرائض کیسے انجام دیتے ہو؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ جب ایسے مواقع پیش ہوتے ہیں تو میں اللہ کے حکم سے ارواح کو بُلاتا ہوں اور وہ میری دو انگلیوں کے درمیان آکر جمع ہو جاتی ہیں اور میرے رُوبرو تمام زمین اس طرح سمٹ کر آجاتی ہے جس طرح کسی آدمی کے سامنے طشت رکھ دی جائے اور وہ جو چیز چاہے اُٹھالے اور جسے چاہے چھوڑ دے۔ مجھے رُوح قبض کرنے میں کوئی دشواری اور مشکل نہیں۔ روایت ہے کہ بعض انبیاء نے موت سے کہا کہ لوگوں کو تو اپنی آمد کی اطلاع پہلے سے کیوں نہیں دیتی اُس نے جواب دیا کہ میری آمد سے بہت پہلے میرے قاصد میرا پیغام پہنچا دیتے ہیں۔ حادثات وانقلابات، بڑھاپا، بالوں کی سفیدی، بیماری بصارت کی کمزوری وغیرہ میرے قاصد ہی تو ہیں مگر لوگوں کو پھر بھی ہوش نہیں آتا اور وہ غفلت کے پردے میں رہتے ہیں۔

## مَلَکُ الموتؑ کے مُعاونین

ربیع بن انس رضؓ سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا ملک الموت تنہا رُوح قبض کرلیتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ملک الموت کے بہت سے فرشتے معاون و مددگار ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے اور وہی اس کام کو انجام دیتے ہیں اور ملک الموت ان سب فرشتوں کے افسر ہیں جن کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ ان کا ایک قدم



مشرق میں پڑتا ہے اور دوسرا قدم مغرب میں ملک الموت کے ساتھ رحمت اور عذاب کے فرشتے رہتے ہیں۔ نیکوں کی رُوح قبض کر کے رحمت کے فرشتوں کے حوالے کردی جاتی ہے۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کے وقت میت کو چاروں طرف سے فرشتے گھیرے اور جکڑے رہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو مرنے والے موت کی سختی اور شدتِ تکلیف سے جنگلوں میں بھاگا بھاگا پھرتا اور نیک بندے کی میت پر فرشتے دُعا و استغفار اس وقت تک کرتے رہتے ہیں جب تک اس کے متعلقین تکفین و تدفین سے فارغ نہیں ہو جاتے اس طرح ملک الموت کے ساتھ بہت سے فرشتے رہتے ہیں۔

## ملک الموت حکمِ خُدا کے تابع ہیں

حضرت سلیمانؑ نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم لوگوں کے ساتھ انصاف کیوں نہیں کرتے۔ کسی کی روح تو فوری طور پر قبض کرلیتے ہو اور اُسے جلد سے جلد تر اس دُنیا سے منتقل کردیتے ہو اور کسی کو تکلیفوں اور اذیتوں میں اس طرح اُلجھاتے ہو کہ وہ لاچار اور مجبور پڑا تڑپا کرتا ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ یہ بات میرے قبضے و اختیار میں نہیں ہے ہر ایک کے نام کا ایک صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے بجالاتا ہوں روایت ہے کہ شعبان کے مہینے میں ملک الموت کو ایک کاغذ دیا جاتا

مرنے کے

ہے اس میں ان تمام لوگوں کے نام لکھے رہتے ہیں جن کی رُوح قبض کرنے اس سال ان کے ذمہ ہوتا ہے مگر دُنیا کے لوگ اپنی رہائش و آسائش کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ دولت کی فراہمی مکان کی تعمیر کھیتی باڑی شادی بیاہ غرض کہ طرح طرح کی تیاریاں کرتے ہیں اور وہ بالکل نہیں جانتے کہ اس سال ان سے دُنیا چھوٹ جائے گی۔ حالانکہ ان کا نام ملک الموت کے کاغذ میں تحریر ہوتا ہے اور ملک الموت روزانہ ہر مکان میں تین مرتبہ اس لئے جاتے ہیں کہ جس شخص کی مدّت پوری ہو چکی ہے اس کی رُوح قبض کر لی جائے پس جب یہ کسی کی جان لیتے ہیں تو مرنے والے کے متعلقین رونا چلّانا شروع کر دیتے ہیں اس وقت ملک الموت دروازہ کا بازو پکڑ کر کہتے ہیں کہ بخدا میں نے کوئی زیادتی نہیں کی نہ میں نے اس کی روزی چھینی ہے اور نہ میں نے وقت سے پہلے اس کی رُوح قبض کی ہے اس کا وقت پُورا ہو چکا ہے میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنا فرض ادا کیا۔

## موت کا ایک دن مُعیّن ہے

انسان کہیں بھی ہو کسی حالت میں ہو مقررہ وقت پر موت آ کے رہے گی۔ کسی صورت موت سے مفر نہیں اور نہ کوئی تدبیر کارگر ہو گی نہ کوئی طاقت روک سکے گی اور نہ ایک منٹ کم و بیش ہو سکے گا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

ایک بادشاہ زرِ بفت فاخرہ اور قیمتی ملبوس میں ایک عمدہ اور



عالیشان گھوڑے پر سوار ہو کر ایک لشکرِ عظیم کے ساتھ بڑے غرور سے نکلا۔ غرور و تکبّر کا یہ عالم تھا کہ کسی طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔ ملک الموت ایک فقیر کی صورت میں پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے نمودار ہوئے اور آ کر سلام کیا اس مغرور بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا۔ ملک الموت نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اُس نے کہا ہٹ جا میری راہ میں مخل نہ ہو۔ ملک الموت نے کہا اے بادشاہ! مجھے تو تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ اُس نے کہا ٹھہر جا مجھے گھوڑے سے اُترنے دے پھر جو بات ہو گی بیان کرنا ملک الموت نے کہا نہیں۔ میں تو ابھی کہوں گا۔ بادشاہ نے جُھک کر کہا اچھا لو کہو، فقیر نے چپکے سے اس کے کان میں کہدیا کہ میں ملک الموت ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ اِسی وقت تیری رُوح قبض کروں۔ یہ سُن کر بادشاہ کا رنگ متغیّر ہو گیا اور زبان گنگ ہو گئی۔ بمشکل بولا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ گھر جا کر اپنے فرزند سے مل لوں۔ کہا ہرگز نہیں۔ اسی وقت اس کی رُوح نکال لی۔ اور وہ گھوڑے سے گر گیا۔

## جہاں کی خاک ہوتی ہے وہیں مدفن بھی ہوتا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منوّرہ میں ایک حبشی کا انتقال ہوا تو سرورِ کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ دیکھو یہ حبشی مدینہ کی مٹّی سے پیدا ہوا تھا اور مدینہ ہی میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عورت کے رحم پر ایک فرشتہ اس کام کیلئے مقرر ہوتا ہے کہ وہ انسانی نطفہ کے بارے میں خدا سے پوچھتا ہے کہ نطفہ تخلیق کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر خدا کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ تخلیق کے قابل ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے رزق اور عمر کی تفصیل دریافت کرتا ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے کہ لوح محفوظ میں دیکھو۔ لوح محفوظ میں تمام تفصیلات دیکھنے کے بعد وہ فرشتہ اُس جگہ کی تھوڑی مٹی (جہاں وہ مرنے کے بعد دفن ہوگا) اُس کے نطفہ میں لاکر خمیر کرتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی تجہیز میں جہاں کی خاک ہوتی ہے وہاں جانے کی قدرتی طور پر اس کو ضرورت پیش ہوتی ہے۔ حضرت اعمشؒ سے روایت ہے کہ ملک الموت ایک روز حضرت سلیمانؑ کے پاس گئے وہاں انہوں نے ان کے ایک مصاحب کو تیز نظروں سے اس طرح گھور کر دیکھا تو اس نے حضرت سے دریافت کیا یہ شخص کون تھا جس نے مجھے اس طرح گھور کر دیکھا انہوں نے فرمایا کہ ملک الموت تھے اس مصاحب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری رُوح قبض کریں گے آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ وہ مجھے سرزمینِ ہند میں پہونچا دے تاکہ ملک الموت یہاں آئیں تو مجھے نہ دیکھیں حضرت سلیمان نے حکم دیا اور اس شخص کو ہوا نے ہندوستان پہونچا دیا پھر ملک الموت آئے تو آپ نے پوچھا کہ تم نے میرے مصاحب کو کیوں گھور کر دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ حضرت مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ اسی گھڑی ہندوستان میں اس



شخص کی رُوح قبض کروں۔ وہ یہاں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے اُسے دیکھ کر سوچا کہ یہ ہندوستان اتنی جلدی کیسے پہنچے گا۔ لیکن جب میں وہاں گیا تو اُسے بھی وہیں پایا اور میں نے اُس کی رُوح قبض کی۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی وفات کہیں ہوتی ہے اور کسی دوسرے مقام پر دفن ہوتا ہے مگر جہاں کی مٹی ہوگی وہیں دفن ہوگا مثلاً اس دور کا ایک مشہور واقعہ یہی سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ رئیس الاحرار حضرت مولانا محمد علیؒ کی وفات لندن میں واقع ہوئی اور آپ بیت المقدس میں مدفون ہوئے۔ اسی طرح کی بہت سی مثالیں ملیں گی اور جو لوگ دریا میں بہا دیئے جاتے ہیں یا جلا دیئے جاتے ہیں پروردگارِ عالم اُن کے مسخ اور بکھرے ہوئے ذرات کو جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ ذرات زمین کے سپرد کر دیے جاتے ہوں۔ "واللہ اعلم بالصواب"

# سکراتِ موت اور جانکنی

جانکنی کی تکلیف اور اذیت انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ مرنے والا کتنی سختیوں میں مبتلا رہتا ہے پھر بھی لوگ غفلت میں پڑے رہتے ہیں اگر ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو یہی اُن کی عبرت کیلئے کافی ہے علمائے ربانی اس بات پر متفق ہیں کہ جانکنی سے زیادہ سنگین کوئی درد

نہیں ہے۔ اگر انسان کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں پھر بھی سکراتِ موت کی اذیت و تکلیف کے سامنے ہیچ ہے۔

شداد ابن اوس سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص آرہ سے چیرا جائے یا دیگ میں بند کر کے پکایا جائے۔ جانکنی میں اس سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

شہر بن جوشب بیان کرتے ہیں کہ کسی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سکراتِ موت کی تکلیف کیسی ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آسان موت ایسی ہے جیسے خاردار شاخ کو ریشم میں ڈال کر کھینچنے سے کانٹے کے ساتھ ریشم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلتا ہے۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع روح کے وقت اتنی سخت تکلیف گذری کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیکھ کر رونے لگیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایسی تکلیف کبھی نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانکنی کے وقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ علیٰ محمدؐ سکرات الموت — اے اللہ تو محمدؐ پر سکرات موت کو آسان کر دے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ اس وقت فرماتے تھے کہ اللہ تو ہڈیوں اور رگوں میں سے روح کو نکالتا ہے یہ سختی مجھ پر آسان کر دے اور ایک پیالہ پانی کا بھرا ہوا منگایا۔ بار بار دست مبارک پیالہ میں ڈبوتے اور روئے اقدس پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے



ان سکرات الموت اور شدتِ سکرات سے چہرۂ مبارک سرخ ہو جاتا تھا۔ اسی عالم میں آپؐ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ رَفِیْقَ الْاَعْلیٰ اور روحِ مقدس جوارِ رحمت میں منتقل ہو گئی۔

حضورِ اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نزع کی تکلیف بندۂ مومن کیلئے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور کافر کو موت کے وقت ہی اس کے نیک عمل کی جزا دیدی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں اے حواریو! میرے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ موت کی سختیاں مجھ پر آسان کر دے میں موت سے اتنا ڈرتا ہوں کہ خوف کے مارے مرا جاتا ہوں حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ حضرت موسیٰؑ بینا کی وفات کا وقت قریب آیا تو حق تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ جانکنی میں تم نے اپنے آپ کو کیسا پایا۔ عرض کیا کہ زندہ مرغ کے مثل کہ اسے بھونیں تو نہ وہ اڑ سکے نہ مر سکے کہ کہیں نجات پائے اور مولائے کائنات حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! کافروں سے جہاد کرو تاکہ قتل ہو۔ کیونکہ تلوار کی ہزار ضربیں مجھ پر زیادہ آسان ہیں بہ نسبت اس کے کہ بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہو۔ حضرت یسیرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کی تکلیف اس قدر سخت و سنگین ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی زمین و آسمان پر ڈال دیا جائے تو سب زمین والے مر جائیں۔

# مومن کی موت اور اعزاز

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی مومن کی روح قبض کرانا چاہتا ہے تو ملک الموت کے پاس حکم بھیجتا ہے کہ اس (بندہ) کو میرا سلام پہنچانا۔ جب ملک الموت آتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں کہ تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں اے خدا کے دوست تم پر سلام ہو۔ اس گھر سے نکلو جسے تم نے (خواہشاتِ نفسانی کو قربان کرکے) ویران کر دیا ہے اور اس گھر میں چلو جسے تم نے (اپنی عبادت سے) آباد کیا ہے۔ حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد فرمایا کہ جب مومن (مرتے وقت) فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ ہم تجھے دُنیا میں واپس کر دیں اور روح قبض نہ کریں وہ کہتا ہے کیا مجھے غم و آلام اور رنج و تفکرات کی جگہ لے جانا چاہتے ہو اب تو میں نہیں جاتا مجھے میرے پروردگار کے پاس لے چلو حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اُترتا ہے جب مومن مرجاتا ہے تو دروازے اس کی موت پر روتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس



صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی مومن مرجاتا ہے تو قبرستان اپنے آپ کو سجالیتا ہے اور قبرستان کا ہر حصہ یہ تمنا کرتا ہے کہ یہ بندہ میرے اندر دفن ہو اور ایک دوسری روایت ہے کہ مومن کی موت پر زمین چالیس دن تک روتی ہے۔ حضرت عطار الخراسانیؒ فرماتے ہیں کہ جو بندہ زمین کے کسی حصہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز تک اس کے مرنے کے دن سے روئے گا۔ مروی ہے کہ ایک انصاری کی روح قبض کرنے کیلئے ملک الموت آئے اور ان کے سرہانے بیٹھ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ میرے صحابی کے ساتھ نرمی کرو کیونکہ وہ مومن ہے حضرت ملک الموت نے فرمایا کہ آپ اطمینان فرمائیں اور یقین کریں کہ میں مومن کے ساتھ نرم ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مومن کی مثال اس کے دم (روح) کے وقت ایسی ہے جیسے کوئی قید خانے سے رہا کر دیا جائے اور پھر آزادی کے ساتھ ہر جگہ کی سیر کرتا پھرے اور یہ حال اس شخص کا ہوتا ہے جو دُنیا میں رہتے ہوئے بھی دُنیا سے بے رغبت اور کنارہ کش رہ کر خدا کی یاد اور اس سے ملاقات کی تیاری میں لگا رہتا ہے موت اس کے لئے محبوبِ حقیقی کے وصال کا مژدۂ پیغام ہوتی ہے۔ حضرت براء بن عازب سے بیہقی نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کے ایک طویل حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب تک بندۂ مومن دنیا سے انتقال اور آخرت کا سفر کرنے

کو ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے نزول فرماتے ہیں جن کے چہرے حسین وجمیل اور سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں ان کے پاس جنتی کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے فرشتے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں اور اُسے گھیرے رہتے ہیں اور حضرت ملک الموت تشریف لاتے ہیں اور اُس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے پاکیزہ رُوح اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل کھڑی چل۔ چنانچہ اُس کی رُوح اس طرح سہولت اور آسانی سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے پانی کا قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔ پس اسے حضرت ملک الموت لے لیتے ہیں اور دوسرے فرشتے اجو وہاں دور تک بیٹھے رہتے ہیں) پل بھر بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے اور اُسے لیکر اس کو جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مُشک کی پائی گئی ہے ویسی ہی خوشبو ہوتی ہے پھر فرمایا کہ اس رُوح کو لیکر فرشتے آسمان کی طرف چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت میں بھی اُن کا گزر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں واہ واکیا اچھی خوشبو ہے یہ فرشتے میت کا نام تعظیم وتکریم سے لیکر اس کا تعارف کراتے ہیں۔ یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہونچ جاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ اس طرح روح کو لیکر اوپر چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں ہر آسمان



کے فرشتے اُسے دوسرے آسمان تک رُخصت کرتے ہیں اور جب ساتویں آسمان پر پہونچ جاتے ہیں تو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور اب زمین پر ہی اُسے لوٹا رہا ہوں اور زمین ہی سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کروں گا اس کے بعد یہ رُوح زمین پر واپس آجاتی ہے اور میت کے جسم میں داخل کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو فرشتے قبر میں اُس کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کون تھے؟ وہ ان کے صحیح صحیح جوابات دیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں بیشک تو سچ کہتا ہے؟ اس کے بعد اللہ کی طرف سے ندا آتی ہے میرے بندے کیلئے جنت کا فرش بچھا دو اس کو جنت کا لباس پہنا دو۔ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھلتے ہی رُوح پر سرور ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد میت کے نیک اعمال ایک حسین اور خوبصورت شخص کی شکل میں آتے ہیں اور میت سے اس کی رفاقت کا وعدہ کرتے ہیں اور خوشی کی بشارت دیتے ہیں۔

## کافر کی موت اور ذلت

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ کافر کی موت کے وقت سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے آکر اُس کے ارد گرد بیٹھ جاتے ہیں اور اُس کو تاحدِ نظر دکھائی دیتے ہیں اس کے بعد ملک الموت میت

مرنے کے

کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں اے خبیث رُوح اللہ کی ناراضگی اور غضب
کی طرف نکل کے چل یہ سُنتے ہی رُوح خوف و ہراس سے سارے بدن
میں دوڑنے لگتی ہے مگر طرح طرح کی سختی سے اس کی رُوح زبردستی جسم
سے نکال لی جاتی ہے اور وہ فرشتے اس کی رُوح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے
ہیں۔ اس وقت اس رُوح میں مُردار سڑے ہوئے جانور کی بدبُو پھوٹنے
لگتی ہے فرشتے اُس کو لے کر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں اور وہ
دروازہ کھُلوانا چاہتے ہیں مگر آسمان کا دروازہ نہیں کھُلتا۔ حکم ہوتا
ہے کہ اس کا نام سجّین میں لکھ دو اس کے بعد یہ روح زمین پر پھینک
دی جاتی ہے اور جسم میں داخل کر کے فرشتے سوال کرتے ہیں تیرا رب
کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے مجھے معلوم نہیں پھر پوچھتے ہیں تیرا دین
کیا ہے؟ وہ لاعلمی ظاہر کرتا ہے پھر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق سوال کرتے ہیں وہ یہی جواب دیتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اس
وقت خدا کی طرف سے ندا آتی ہے میرے بندے نے جو کچھ کہا بالکل جھوٹ کہا
اس کے نیچے آگ کا بستر بچھا دو اور دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو،
دروازہ کھلتے ہی دوزخ کی گرمی اور آگ کے شعلے لپکنے شروع ہو جاتے
ہیں پھر اس کو قبر اس زور سے دبوچتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور
اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جاتی ہیں پھر اُس کے اعمالِ بد ایک ایسے کریہہ
اور بدشکل صورت میں آتے ہیں کہ اس کے جسم سے بدبُو آتی ہے
اور اُس کو عذاب اور مصیبت کی خبر سُناتے ہیں۔



# مسکنؔ سے مدفن تک

رُوح قبض ہونے سے پہلے میّت کے سامنے اس کے اچھے اور
بُرے اعمال پیش کئے جاتے ہیں نیک عمل کو دیکھ کر اس کو خوشی اور
مسرّت ہوتی ہے اور بُرے اعمال کو دیکھ کر سخت رنج و الم میں مُبتلا
ہو جاتا ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ انسان کی موت کے وقت
شیطان سرہانے آکر بیٹھ جاتا ہے اور مرنے والے سے کہتا ہے اگر تو اس
سختی اور اذیت سے نجات چاہتا ہے تو ایک مرتبہ زبان سے کہدے کہ
معاذاللہ) خدا ایک نہیں دو ہیں۔ وقت مرگ مرنے والے کا کلیجہ جلتا ہے
اور اس کو پیاس کی شدت ہوتی ہے شیطان کہتا ہے اگر تجھے پانی
پینا ہے تو زبان سے اقرار کر لے اس دُنیا کا پیدا کرنیوالا کوئی نہیں ہے پس
اگر مرنے والا صاحب ایمان اور سعادت مند ہوتا ہے تو شیطان کو دُھتکار
دیتا ہے اس کے بعد شیطان پیروں کی طرف آکے کھڑا ہوتا ہے اور پانی
سے بھرا ہوا پیالہ نچا نچا کر کہتا ہے کہ میری بات مان لے۔ میں تجھے پانی
پلاؤں گا بس اتنی سی بات کہہ لے کہ میں رسولؐ کو نہیں مانتا یہ اتنا
سخت امتحان کا وقت ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا باایمان ہے تو شیطان کا کہا
نہیں مانتا۔ اور اگر وہ ارباب شقاوت اور بدبختوں میں سے ہے تو شیطان
کے ہاتھ سے پانی کا پیالہ پی کر جہنم کا مستحق بن جاتا ہے۔ روایت ہے کہ
جس وقت ابو ذکریا زاہد کی موت کا وقت قریب آیا اور جانکنی کا عالم ہوا تو

حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کے پاس گئیں اور ان کو کلمۂ شہادت کی تلقین
فرمائی تو انہوں نے کلمہ سُن کر مُنہ پھیر لیا اسی طرح دوسری بار بھی کلمہ سُنکر
مُنہ پھیر لیا اور تیسری بار سُن کر صاف انکار کیا کہ میں نہیں کہوں گا۔
اُمّ المومنینؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ بیہوش ہوگئیں
کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آیا تو ابوزکریا زاہدؓ کو بھی افاقہ ہوا۔ اور انکے
حواس کچھ بجا ہوئے۔ پوچھا تم لوگوں نے مجھ سے کیا کہا تھا۔ حضرت صدیقہؓ
نے فرمایا میں نے تمہیں تین مرتبہ کلمہ شہادت کی تلقین کی دو دفعہ تو تم نے
سُن کر مُنہ پھیر لیا اور تیسری بار انکار کیا حضرت ابوزکریا زاہدؓ نے جواب
دیا کہ شیطان میرے پاس پانی کا بھرا ہوا پیالہ لے کر آیا تھا اور میری داہنی
طرف کھڑا ہو کر بولا پانی پیوگے میں نے کہا ہاں، شیطان نے کہا اچھا
یوں کہو کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے تھے ادھر بھی اس نے یہی بات کہی میں
نے پھر اس کی طرف مُنہ پھیر لیا تیسری بار شیطان نے کہا اچھا لَآ اِلٰہ کہہ
لے میں نے اس کو ڈانٹ کر جواب دیا۔ میں نہیں کہوں گا یہ سن کر شیطان
نے پانی کا پیالہ زمین پر پھینک دیا اور فرار ہو گیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ
جس وقت میّت کو غسل دیا جاتا ہے تو میّت کی رُوح غسال سے عرض
کرتی ہے کہ اللہ کے واسطے جسم مصیبت زدہ ہے اور جب میّت کو کفن پہنایا
جاتا ہے تو کہتی ہے سر کی طرف بند نہ باندھو ذرا اپنی اولاد اور اپنے عزیز
و اقارب کا آخری دیدار تو کرلوں جب میّت کو غسل و کفن دیکر چارپائی پر رکھ
دیا جاتا ہے تو وہ بلند آواز سے پکار کر کہتی ہے اے میرے گھر والو! اے میرے



پڑوسیو! اے میرے جنازہ اُٹھانیوالو! دُنیا کے دھوکے میں نہ آنا۔ دیکھو
دُنیا نے مجھے کس قدر دھوکے اور فریب میں رکھا اور تم دُنیا کے لہو و لعب
میں نہ پھنس جانا۔ جس طرح مجھے دنیا نے پھنسا رکھا تھا اور میرے اہل و عیال
کسی کام نہ آسکے اس کے بعد جب لوگ قبرستان جانے کیلئے اس کا جنازہ
اُٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں
لے جاتے ہو اور انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے انسان اسکی
آواز سن لے تو ضرور بیہوش ہو جائے جب میت کا جنازہ لوگ لیکر
چلتے ہیں تو اس کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ فرشتہ بھی
جنازہ کے ساتھ چلتا ہے۔ جب کوئی شخص میت کی بھلائی بیان کرتا ہے
تو فرشتہ میّت سے کہتا ہے سنو لوگ تمہارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں پھر جب میّت
کو مرقد میں رکھ دیتے ہیں تو فرشتہ رُوح کو قبر میں چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور میت اپنے
غسل دینے والے اور کفن پہنانے والے اُٹھانے والے اور قبر میں اتارنے
والے کو پہچانتی ہے روایت ہے حضرت داؤدؑ نے خدائے تعالیٰ سے سوال
کیا کہ جنازے کے ساتھ قبر تک جانے والا کس اجر کا مستحق ہے حکم ہوا کہ اس
کی جزا یہ ہے کہ جب وہ شخص مرجاتا ہے تو فرشتے اس کے جنازے کے
ساتھ چلتے ہیں اور عالم ارواح میں فرشتے اس کے جنازے کی نماز پڑھتے
ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص مر
جاتا ہے تو فرشتے اس کے جنازے کے آگے آگے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں
کہ وہ توشۂ آخرت کیا لیکر چلا اور لوگ اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے چلتے

ہیں کہ اس نے کس قدر مال اور کیا کیا چھوڑا۔؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنازے کے ساتھ ساتھ جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے۔ جب یہ لوگ میت کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ایک مٹھی مٹی لیکر ان کی طرف پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ تم لوگ اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ۔ اللہ تمہاری میت کو تمہارے دل سے بھلا دے یہی وجہ ہے کہ لوگ میت کو بھول جاتے ہیں اور وہ دنیا کے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کو نیک لوگوں میں دفن کیا کرو جیسے دنیا میں برے پڑوسیوں سے تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی پہونچتی ہے۔

# قبر کے حالات

حضور پرنور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ اے بدبخت خراب حال انسان تو مغالطے اور دھوکے میں رہا تو مجھ پر شان سے اکڑ کر اور تن کر چلتا تھا تجھ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں امتحان اور آزمائش کا گھر ہوں میں تنہائی اور ہیبت اور ظلمت کا مقام ہوں جہاں صرف کیڑوں کی بہتات ہے۔ تو نے میری پرواہ نہ کی۔

پس اگر مرنے والا نیک ہوتا تو اس کی طرف سے کوئی جواب دینے



والا کہتا ہے کہ (اے قبر) تو دیکھتی نہیں کہ یہ اچھی باتوں کا حکم کرتا تھا اور لوگوں کو بری باتوں سے روکتا تھا پھر قبر یہ سن کر کہتی ہے اچھا یہ اگر ایسا تھا تو اس کیلئے میں گلزار بن جاتی ہوں۔ بس اس کا جسم نور کا بن جائیگا اور روح خدا کے پاس چلی جائے گی اور کبھی مردے سے قبر اس طرح کہتی ہے کہ میں تاریکی اور تنہائی کا گھر ہوں۔ اگر تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہا ہے تو میں آج تیرے لئے رحمت ہوں گی اور اگر تو نے حق تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی کی ہوگی تو میں تیرے لئے عذاب جان بنونگی میں وہ ہوں جو مجھ میں خدا کا مطیع ہو کر آئے گا وہ یہاں سے خوش و خرم ہو کے نکلے گا جو گناہگار اور نافرمان ہوگا وہ تباہ و برباد ہو جائے گا اور بعض دفعہ قبر کہتی ہے کہ اے خانہ خراب کیا تجھے کسی نے مجھ سے ڈرایا نہیں تھا اور تجھے یہ خوف نہیں دلایا تھا کہ میں تنگ و تاریک اور بدبودار اور خوفناک کیڑوں کا مرکز ہوں پس تو نے دنیا میں رہ کر میرے لئے کیا سامان مہیا کیا ہے اور جب کوئی شخص قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس پر عذاب و تکلیف کا نزول ہوتا ہے تو اس کے آس پاس کے مردے (جو مدفون ہوتے ہیں) اس سے کہتے ہیں کہ اے شیخ تو کس قدر غافل رہا کہ ہمارے بعد بھی تجھے دنیا میں رہنے کا موقع ملا اور تو ہم سے بعد میں یہاں آیا پھر بھی تو نے اپنے سے پہلے آنے والوں کی مراجعت سے عبرت نہ حاصل کی اور تو نے نہ سمجھا کہ مرنے والے تو مر چکے اور ان کے اعمال بھی پورے ہو گئے خواہ اچھے اعمال تھے یا برے مگر تیرے لئے تو بہترین مواقع تھے تو دار الاعمال (دنیا) میں تھا

اور بُرے اعمال کا تدارک نیک کاموں سے کرلیتا۔ تجھے تو کافی مہلت ملی ہوئی تھی تو اُن لوگوں پر غور کرتا جو کہ تجھ سے پہلے لوگوں کے کاندھوں پر لاد کر مٹی میں ملا دیئے گئے۔ تجھے کس نے دھوکا دیا اور تو کس مغالطے اور فریب میں پڑا رہا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور سرورِ کائناتؐ نے فرمایا ہے کہ قبر جہنم کی خندقوں میں سے ایک خندق ہے یا جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کو اس کا ٹھکانہ صبح وشام دکھایا جاتا ہے۔ جنتی کو جنّت دکھائی جاتی ہے اور دوزخی کو دوزخ کا نظارہ کرایا جاتا ہے۔

## مُنکر نکیرؒ کی ہیئت اور صُورت

### نکیرین کے سوال وجواب کا تذکرہ پچھلے صفحات پر گزر چکا ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اے عمرؓ تم اپنے کو مرنے پر کیسا دیکھتے ہو کہ لوگ تمہارے لئے چار گز لمبی اور سوا گز چوڑی قبر کھودیں پھر تمہیں غُسل دیکر کفنائیں اور تمہیں لے جاکر قبر میں رکھ کر چلے آئیں اور پھر منکر نکیر بجلی کی طرح آنکھیں چمکاتے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے زمین پر لٹکاتے اور اپنے لمبے لمبے دانتوں سے قبر کی مٹّی ہٹاتے ہوئے آئیں اور وہ آکر تمہیں جھنجھوڑیں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیا اس



وقت میری عقل میرے ساتھ ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں عقل تمہارے ساتھ ہوگی عرض کیا تو مجھے کوئی خوف نہیں میں جواب دے لوں گا۔

روایت ہے کہ قبر میں سوال وجواب صرف اُمّت محمدی کی خصوصیت ہے۔ انبیاء سابقین کی اُمّت پر خدائے تعالیٰ کی نافرمانی سے عذاب نازل ہو جاتا تھا۔ لیکن رحمۃ للعالمینؐ کی آمد کے بعد وہ عذاب موقوف کردیا گیا اور اس کی جگہ بذریعہ منکر نکیر سوال وجواب کا سلسلہ جاری کیا گیا اور جو شخص مرنے کے بعد دفن نہیں کیا جاتا اس سے بھی عالم برزخ میں سوال وجواب کیا جاتا ہے۔

## موت بندۂ مومن کا تحفہ ہے

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کا تحفہ موت ہے اور اس کے لئے ایک خوشبو دار پھول ہے۔

سلیمان بن عبدالملک نے ابو حازمؒ سے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اس لئے گھبراتے ہو کہ تم نے آخرت کو برباد کردیا اور دُنیا کو آباد کیا لہٰذا آبادی سے ویرانہ میں جانا پسند نہیں کرتے سلیمان نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں جس شخص کو قبر کی زندگی پر یقین ہو اور اپنے نیک اعمال کے بدلے وہاں اچھے حال میں رہنے کی اُمید ہے اور یہ سمجھتا ہو کہ اس عالم سے دوست احباب کو چھوڑ کر چلا

جاؤں گا تو برزخ میں رشتہ دار اور جان پہچان والے مل جائیں گے
تو پھر موت سے کیوں گھبرائے اور اس کی زندگی کو برزخ کی زندگی
پر کیوں ترجیح دے حدیث میں ہے کہ دو چیزوں کو انسان مکروہ جانتا ہے
ایک تو موت ہے حالانکہ موت اس کے واسطے فتنہ سے بہتر ہے۔ دوسرے
مفلسی کو، حالانکہ مفلسی حساب دینے کیلئے آسان ہے۔ علماء نے فرمایا
ہے کہ جو شخص موت کا یاد کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ تین کرامت دے
گا۔ ۱۔ جلد توبہ ۲۔ دل کی قناعت ۳۔ عبادت میں دل جمعی اور اطمینان
اور جو موت کو بھول جائے گا اس پر تین بلائیں نازل ہونگی را، توبہ
کی اس کو توفیق نہ ہوگی۔ ۲۔ اور تھوڑی چیز اس کو قناعت نہ کریگی
۳۔ عبادت میں سستی کریگا کسی شخص نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم سے سوال کیا کون مومن سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ فرمایا جو موت کو
سب سے زیادہ یاد کرے اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست کرے
حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا کہ سب لوگ سوئے ہیں جب مریں گے
تب آنکھ کھلے گی۔

مسلمانو! موت اور عالم برزخ کی حقیقت تم پر واضح ہو چکی۔ اب
تم خود بخود سوچو کہ جو زندگی تم نے گزار چکی ہے اس میں آخرت کیلئے
کیا کیا سامان مہیا کر رکھا ہے تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو برباد
کیا ہے یہاں کسی کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ گنہگار ہے یا نیک
ہو سکتا ہے کہ ہماری نظر میں صرف اس کی برائیاں اور بدافعالیاں ہوں لیکن



نیکیاں موجود ہوں جو اس کی برائیوں کو دھونے والی ہوں اور ہم سے
پوشیدہ ہوں۔ اس لئے ہر شخص کو اپنے عیوب، گناہوں اور خطاؤں پر
نظر رکھنی چاہیئے۔ اپنی اصلاح کی فکر و کوشش کرنی چاہیئے اس لئے تم ایک دوسرے
کی عیب جوئی اور برائی بیان کرنے سے پرہیز کرو اپنی زندگی کو سنوارنے
کی جدوجہد کرو تاکہ آخرت کیلئے بہترین سامان درست کر سکو اور اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کرو۔ شراب نوشی، زنا، چوری، جوا، جھوٹ، غیبت
چغل خوری، عیب، ریا، ظلم، ماں باپ کی نافرمانی اور اس قسم کے بہت سے
گناہوں سے جن کے بارے میں تم پڑھ چکے ہو قبر میں کس قدر سخت عذاب انہیں
گناہوں کے بدلہ میں ملتا ہے تمام گناہوں سے اجتناب کرو اور نماز روزہ
حج، زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، صلہ رحمی، اتفاق و محبت ایسے تمام نیک
کاموں پر خلوص دل سے عمل کرو۔ یہی تمہارے اعمال صالح آخرت
میں کام آئیں گے اور تم کو عذاب سے محفوظ رکھیں گے اللہ تعالیٰ مجھے
اور تمام مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور بطفیل حضور رحمۃ
للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا میں سرفرازی عنایت کرے

# میت کے اعمال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مردے کو قبر میں رکھ
دیتے ہیں تو وہ لوگ جو اس کے جنازے میں آئے تھے دفن کرنے کے
بعد واپس ہوتے ہیں وہ ان کے پاؤں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ اس

مرنے کے

کے اعمال اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو شکل و صورت اور زبان عطا کرتا ہے پس یہ مُردے سے کہتے ہیں کہ اے تنہائی کے اس گڑھے میں پڑے انسان آج تو ہمارے پاس ہے اور اب یہاں تیرا کوئی نہیں ہے تیرے عزیز اور رشتہ دار سب تجھ سے بچھڑ گئے۔ بندہ جب نیک ہوتا ہے تو اس کے نیک اعمال روزہ حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ اُسے گھیر لیتے ہیں۔ پھر عذاب کے فرشتے اس کے پاؤں کی طرف آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ اس سے الگ رہو یہ شخص اللہ کی عبادت کیلئے ان پاؤں پر کھڑا رہتا تھا۔ پھر فرشتے اس کے منہ کی طرف آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے کہ ادھر تمہارے لئے راستہ مسدود ہے کہ یہ شخص اللہ کیلئے دُنیا میں بھوکا پیاسا رہتا تھا۔ پھر فرشتے بدن کی طرف آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں یہاں سے دور رہو کیونکہ اس شخص نے بدن سے حج کیلئے بڑی محنت و مشقت اٹھائی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ یہاں تمہارے لئے راستہ نہیں۔ پھر یہ ہاتھوں کی طرف آتے ہیں تو صدقہ و زکوٰۃ کہتا ہے کہ اس کو رہنے دو اس نے اپنے ہاتھوں سے بہت سا صدقہ دیا اور بارگاہ الٰہی میں مقبول بھی ہوا۔ تم کو یہاں راہ نہ ملے گی تب وہ مردہ سے کہتے ہیں، مبارکباد! تو پاک ہی زندہ رہا اور پاک ہی مرا پھر یہ عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں اور رحمت کے فرشتے اس قبر کو حد نگاہ تک کشادہ کر دیتے ہیں اور بہشتی قندیل روشن کر دی جاتی ہے اور وہ قیامت تک اسی آسائش میں رہتا ہے۔



# ضغطۂ قبر (قبر کے دبوچنے) کا بیان

قبر میں کبھی کسی گناہ کے باعث یا کسی نعمت کے شکر ادا نہ کرنے کی وجہ سے کچھ دیر کیلئے نیک بندوں کے لئے تنگی ہو جاتی ہے مگر یہ محض ذرا سی دیر کیلئے ہوتا ہے اس کے بعد فوراً قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور نیک بندوں پر اس لئے بھی ہوتی ہے کہ بشریت کے تقاضے کے تحت اگر کوئی معمولی سا گناہ بھی ہو گیا ہو تو اس معمولی سی تنگی کی وجہ سے دور کر دیا جاتا ہے اور قبر ہی میں معاف ہو جاتی ہے۔

اس ضغطۂ قبر یعنی قبر کے دبوچنے کے بچاؤ کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرض الموت میں سورۂ اخلاص کا ورد رکھے گا وہ ضغطۂ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اُسے ہاتھوں ہاتھ لے کر پل صراط سے پار کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

امام احمد حنبلؒ کی روایت ہے کہ رحمتِ دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعدؓ بن معاذ کے جنازے پر تشریف لے گئے۔ جب انہیں نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کیا گیا تو حضورؐ نے بہت دیر تک تسبیح و حمد و ثنا پڑھی۔ آپ سے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس نیک بندہ پر قبر کی تنگی ہوتی تھی لیکن اللہ نے دُور کر دی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی نسبت فرمایا تھا کہ ان کی موت سے عرش بھی حرکت میں آ گیا اور ان کیلئے آسمانوں کے

دروازے کھول دیئے گئے اور ۷۰ ہزار ملائکہ نے ان کے جنازے میں شرکت فرمائی اس کے باوجود ان کو تھوڑا سا ضغطۂ قبر پیش آیا۔

بس اس مقبول بارگاہ بندے کو بھی تھوڑی سی تنگی ہوئی تو دوسرے کا کیا تذکرہ۔ کسی نے آنحضرتؐ سے سعدؓ کے ضغطۂ قبر کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ پیشاب سے پاک رہنے میں ان سے کچھ کمی ہو جاتی تھی۔ اس لئے ضغطۂ قبر ہوا۔ انبیاء چونکہ گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان سے نہ قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے نہ قبر کا ضغطہ،

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب سے آپ سے آپؐ نے منکر نکیر اور ضغطۂ قبر کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے میرے دل میں چین نہیں۔ آپ نے فرمایا، اے عائشہؓ منکر نکیر کی آواز مسلمانوں کے کان میں ایسی سریلی اور نرم اور بھلی معلوم ہوگی کہ جیسے کسی کو درد کی شکایت ہو اور اس کی ماں نہایت شفقت اور محبت سے ہلکے ہلکے اس کے سر کو دبائے۔

مسلمانوں کے گناہ معاف ہونے کے علماء حق نے نو سبب بتائے ہیں۔ ۱۔ توبہ، ۲۔ استغفار، ۳۔ نیک اعمال، ۴۔ دنیا میں کسی مصیبت بلا میں گرفتار ہونا۔ ۵۔ ضغطۂ قبر، ۶۔ مسلمانوں کیلئے دعا کرنا، ۷۔ مسلمانوں کا اس کی طرف سے صدقہ دینا۔ ۸۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت، ۹، خداوند کریم جسے چاہے اپنی رحمت اور فضل و کرم سے معاف فرمائے۔



# قبر میں بندۂ مومن کا حال

حدیث میں وارد ہے کہ جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو۔ یعنی قریب وقت شام پس اس کے جسم میں روح ڈال دی جاتی ہے تو وہ آنکھ ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے مجھے چھوڑ دو۔ میں نماز پڑھ لوں اور یہ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا میں سمجھتا ہے وہ اسی خیال سے کہتا ہے کہ سوال و جواب رہنے دو نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے مجھے نماز پڑھنے دو لیکن یہ بات وہی شخص کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند ہوگا۔ اس کو ہر وقت نماز کا دھیان رہتا ہوگا۔ مومن جب قبر میں رہتا ہے اسے قیامت تک روزانہ صبح و شام جنت کا وہ مقام جو اس کیلئے مقرر ہوتا ہے دکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے اور اس کی قبر ستر گز چوڑی ہوتی ہے اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسی کہ چودھویں رات کی چاندنی کی رات ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال و جواب کے بعد مومن مرد کی قبر وسیع روشن کر دی جاتی ہے تو اس سے فرشتے کہتے ہیں کہ اب دلہن کی طرح آرام سے سو جا اور مجھے وہی جگائے جسے تو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا وہ نہایت آرام و آسائش سے قبر میں رہتا ہے یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اسی جگہ سے اٹھائے گا۔

# قبر میں کافر کا حال

کافر اور منافق کی رُوح نہایت تکلیف و اذیت سے قبض کی جاتی ہے۔ فرشتے اس کی رُوح کو بدبو دار اور سڑے ہوئے ٹاٹ میں لپیٹ کر آسمان کی طرف لے جاتے ہیں تو تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس خبیث رُوح کا گزر اپنے دروازے سے ہو اور نہ آسمان کا دروازہ اس کیلئے کھلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ سجّین میں لے جاؤ جہاں کافروں کی رُوحیں عذاب میں رہتی ہے۔ پس فرشتے وہاں جاکر عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔

قبر میں منکر نکیر کے سوالات پر کافر جواب دیتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں معلوم تو آسمان سے منادی ندا دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ کا فرش بچھادو اور آگ کا لباس پہنادو، پھر کافر کی قبر اس قدر تنگ ہوجاتی ہے کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہونے لگتی ہیں۔ اس کو عذاب دینے کیلئے ایک (عذاب دینے والا) مقرر ہوتا ہے جو اندھا بھی اور بہرہ بھی ہوتا ہے نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ سُنتا ہے اس کے پاس اتنا بھاری گرز ہوتا ہے کہ اگر پہاڑ پر مار دیا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جائے اور اگر انسان اور جنات مل کر اُٹھانا چاہیں تو وہ ہل نہ سکے ایک مرتبہ گرز کی مار سے اس کی مٹی بن جاتی ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہوتا ہے پھر مار پڑتی ہے اور اسی طرح



پٹائی ہوتی رہتی ہے اور پھر ہر دفعہ اتنی زور سے آواز ہوتی ہے کہ انسان اور جنات کے علاوہ تمام مخلوق سُنتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کافر پر ستانوے اژدہے ایسے مسلط کئے جاتے ہیں کہ ہر ایک کے سات سات پھن ہوتے ہیں اور قیامت تک اُسے ڈستے رہتے ہیں اور اُن کے زہر کی تیزی و سوزش کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو اُس کے زہر کے اثر سے زمین ایسی بے کار ہوجائے کہ اس پر کبھی سبزہ نہ اُگے آج کل کی ایجادات جنگ ایٹم بم اور زہریلی گیس وغیرہ دیکھ کر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

حضرت زید بن ثابت رضؓ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنی سواری پر بنی نجار کے باغ کی طرف گزرے اور آپؐ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام رضؓ بھی تھے۔ اچانک آپؐ کی سواری بدکی اور اتنی زور سے اچھلنے کودنے لگی کہ آپ گرنے کو ہوگئے پھر وہاں دیکھا تو پانچ چھ قبریں تھیں آپؐ نے اصحاب رضؓ سے پوچھا کہ یہ لوگ کس زمانے میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ شرک کے زمانے میں مرے ہیں تب آپؐ نے فرمایا کہ قبر والے عذاب میں مبتلا ہیں اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم عذاب قبر کی کیفیت سن کر اپنے مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں خدائے کریم سے دُعا کر کے وہ عذاب تم کو سُنوا دیتا جو میں سُنتا ہوں۔

پھر آپؐ نے لوگوں کی طرف مُنہ پھیر کر فرمایا کہ قبر میں اللہ کے

عذاب سے پناہ مانگو! سب نے کہا الٰہی قبر میں ہم تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

# جھوٹے، زانی، سُود خور، اور عالمِ بے عمل کی سزا

بخاری شریف کی ایک طویل روایت میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب مذکور ہے جس میں عالمِ برزخ میں دیئے جانے والے خاص خاص عذابوں کا بیان مذکور ہے آپؐ نے فرمایا کہ آج کی شب میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر پاک مقدس سرزمین کی طرف لے چلے۔ اچانک میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا اس کے قریب کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے اور وہ اُس بیٹھے ہوئے آدمی کے کلّے چیر رہا ہے۔ اور چیرتے چیرتے گدّی تک پہونچ جاتا ہے پھر یہ کلّے بدستور ٹھیک ہو جاتے ہیں اور وہ پھر اُنہیں چیرنا شروع کر دیتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ دونوں آدمی جو مجھے لیکر چلتے تھے بولے کہ آگے چلو ہم آگے چلے تو ایک ایسے شخص پر گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور اُس کے سر پر ایک شخص بھاری پتھر لئے کھڑا ہے اور پتھر اس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھٹ جاتا ہے



اور پتھر لڑھک کر دوسری طرف گر جاتا ہے اور جب وہ پتھر اُٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اتنے میں اُس کا سر جیسا تھا ویسا ہی دُرست اور اچھا خاصا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اُس طرح مارتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم ایک ایسے غار پر پہنچے جو تنور کی طرح نیچے سے کشادہ اور اوپر سے تنگ تھا اور اس میں آگ جل رہی تھی۔ اُس آگ کے غار میں بہت سے مرد اور عورت بھرے ہوئے تھے۔ جب وہ آگ بھڑک کر اوپر کو اٹھتی تو اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہو جاتا ہے اور نہر کے کنارے پر باہر نکلنے کیلئے آتا ہے تو وہ کنارے والا اُس کے مُنہ پر زور سے پتھر مارتا ہے کہ وہ اپنی جگہ نہر میں واپس ہو جاتا ہے اور جب بھی وہ کنارے پر آنا چاہتا ہے وہ دوسرا پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے وہ بولا آگے چلو۔ ہم آگے چلے تو ایک ہرے بھرے باغ میں پہونچے اُس میں ایک بڑا درخت ہے اُس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور کچھ بچّے ہیں اور درخت کے قریب ہی ایک اور شخص بیٹھا ہے اور اس آگ کو دھونک رہا ہے پھر مجھے وہ دونوں درخت کے اوپر لے گئے اُس درخت کے بیچ ایک نہایت عمدہ مکان تھا وہ اس میں لے گئے یہ مکان بہت نفیس و خوبصورت تھا ایسا گھر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اُس میں بوڑھے، جوان، مرد عورتیں اور بچّے تھے اور مجھے اُس سے بھی اوپر لے گئے اُس میں بوڑھے اور جوان تھے میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے

کہا کہ تم نے مجھے ساری رات پھرایا اب یہ بتاؤ کہ آخر یہ سب کیا ماجرا ہے؟
اُنہوں نے کہا کہ جس آدمی کے کلّے چیرے جا رہے تھے وہ جھوٹ بولتا تھا اور اس کی جھوٹی باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ (یہ اس کی سزا ہے) اب اُس کے ساتھ قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور جس آدمی کا سر پھوڑتے دیکھا وہ ایسا شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کا علم دیا اور وہ اس سے غافل ہو کر رات کو سو رہا اور دن میں اِس پر عمل نہ کیا اب قیامت تک اس کے ساتھ یہی عمل ہوتا رہے گا اور جن لوگوں کو آپ نے آگ کے غار میں دیکھا تھا وہ زنا کرنے والے لوگ تھے اور جن کو خون کی نہر میں دیکھا تھا وہ سُود لینے والے تھے اور جو درخت کے نیچے بوڑھے شخص بیٹھے تھے وہ حضرت ابراہیمؑ تھے اور جو ان کے گرد بچے تھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہیں اور جو آگ دھونک رہا ہے وہ دوزخ کا داروغہ ہے اور جس پہلے گھر میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مسلمانوں کی رہائش گاہ ہے اور دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور یہ جبریلؑ اور میکائیلؑ ہیں پھر بولے سر اُٹھائیے میں نے سر اُٹھایا تو میرے اُوپر ایک سفید بادل نظر آیا وہ بولے کہ یہ آپؐ کا گھر ہے میں نے کہا مجھے اپنے گھر میں جانے دو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے اگر پوری ہو چکی ہوتی تو ابھی چلے جاتے انبیاء علیہ السلام کا خواب وحی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے یہ تمام واقعے سچے ہیں اور جو سزائیں آپ نے عالمِ برزخ کی دیکھیں سب سچ اور برحق ہیں۔



اس حدیث سے کئی باتوں کا حال معلوم ہوا، اوّل جھوٹ، دوسرے عالمِ بے عمل، تیسرے زنا چوتھا سُود کا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اِن گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیک توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

# قبر کا عذاب لوگوں نے دیکھا

ہاشم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ایک میّت کو غسل دینے گیا جب اُس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو گلے میں ایک سانپ لٹکا ہوا نظر آیا۔ میں نے سانپ سے کہا کہ اگر تو اللہ کی طرف سے مامور کیا گیا ہے تو ہمیں بھی میّت کو غسل دینے کا حکم ہے تو کچھ دیر کیلئے یہاں سے چلا جا۔ یہ سنتے ہی وہ سانپ گلے سے اُتر کر مکان کے گوشے میں جا کر بیٹھ گیا اور جب میں میّت کو غسل دیکر فارغ ہوا تو پھر وہ سانپ اسی طرح اس کے گلے میں لپٹ گیا۔

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا مدینہ منوّرہ میں انتقال ہوا۔ اس کے بھائی نے تدفین و تکفین کی۔ اتفاقاً قبر میں اُتارتے وقت اس کی جیب سے روپیوں کی تھیلی گر گئی۔ بعد میں یاد آنے پر جب قبر کھودی گئی تو ساری قبر میں آگ ہی آگ تھی فوراً ہی قبر بند کر دی گئی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا وہ مُرتد ہو گیا اور اسلام سے پھر کر مشرکین سے جا ملا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس کو

زمین قبول نہیں کریگی ۔ جب وہ مرگیا تو حضرت ابوطلحہؓ اس کی قبر پر تشریف لے گئے تو اس مُرتد کی لاش کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے ان لوگوں نے بتایا کہ اس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر ہر بار زمین نے اس کو باہر پھینک دیا۔ ہم نے مجبور ہوکر باہر چھوڑ دیا۔ سنا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک عالم کی قبر ضرورت کے تحت کھودی گئی تو اس میں ایک لڑکی کی لاش برآمد ہوئی۔ دیکھنے والوں میں سے بعض اشخاص اس لڑکی کو پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ یہ فلاں شہر کے فلاں عیسائی کی لڑکی ہے چنانچہ انہوں نے وہاں پہونچ کر اس کے والدین سے حالات دریافت کئے اور قبر بھی معلوم کی تو اس لڑکی کے ماں باپ نے اس کی قبر بتائی اور یہ بھی بتایا کہ وہ دل سے مسلمان تھی اور وہ مدینہ منورہ میں مرنے کی تمنا رکھتی تھی پھر اس کی قبر کھُدوائی گئی تو اس میں عالم کی لاش نکلی پھر لوگوں نے اس عالم کی بیوی سے اس کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بہت نیک تھا یہ بات ضرور تھی کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ عیسائی مذہب میں یہ بات بڑی آسان ہے کہ ان کے یہاں غسل ضروری نہیں ہے اور اسی وجہ سے وہ لڑکی کی قبر میں پہونچائے گئے۔

ابنِ عامر سے روایت ہے کہ میں ایک روز مقام بدر کے قریب سے گزر رہا تھا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص قبر سے نکلا اس کی گردن میں نہایت ہی بوجھل زنجیریں پڑی ہوئی ہیں اس نے مجھے زور سے پکارا اور کہا خدا کے بندے میں پیاس کی شدت سے بے تاب و مضطرب ہوں،



مجھے ذرا سا پانی پلا دے۔ اسی کے پیچھے ایک اور شخص بھی اسی قبر سے برآمد ہوا۔ اور اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا تھا اس نے مجھ سے کہا خبردار اس پانی نہ پلانا پھر وہ شخص کوڑوں سے مارتا ہوا مُردے کو قبر میں واپس لے گیا۔ یہ واقعہ میں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آنحضرت نے فرمایا وہ دشمنِ اسلام ابوجہل تھا اس کو قیامت تک یونہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔

عبدالرحمٰن بن زید اسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کشتی میں سفر کر رہا تھا دریا میں طوفان وطغیانی کی وجہ سے کشتی تباہ ہوگئی وہ مصیبت زدہ ایک تختہ پر تیرتے تیرتے ایک جزیرے کے کنارے پر پہونچا۔ پیاس لگ رہی تھی پانی کی تلاش کرنے لگا ایک جگہ اس کو پانی نظر آیا۔ قریب جاکر دیکھا تو ایک آدمی زنجیروں میں بندھا نظر آیا۔ وہ پیاس سے بیقرار تھا اور پانی سے صرف ایک بالشت کے فاصلے پر تھا۔ وہ پانی پینے کے لئے بہت کوشش کرتا تھا مگر کامیاب نہ ہوتا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت آدمؑ کا لڑکا قابیل تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردیا تھا۔ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

عوام بن جوشب کہتے ہیں کہ عصر کا وقت تھا۔ میں ایک ایسے محلے سے گزرا جہاں قریب ہی قبرستان تھا میں نے دیکھا کہ ایک قبر شق ہوئی اس میں سے ایک آدمی ایسا نکلا جس کا سر گدھے کا سا تھا۔ اور باقی جسم انسانی تھا۔

قبر سے باہر آتے ہی وہ تین دفعہ گدھوں کی طرح چیخا۔

اس کے بعد قبر میں چلا گیا قبر برابر ہوگئی اس عجیب و غریب واقعہ کی تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شخص شراب پیتا تھا اس کی والدہ منع کرتیں تو وہ جواب دیتا۔ کیوں گدھی کی طرح بکواس کر رہی ہے۔ خاموش رہ ایک روز عصر کے بعد اس کا انتقال ہوگیا جب سے اس کا یہی معمول ہے کہ وہ روزانہ عصر کے بعد قبر سے نکل کر اسی طرح تین مرتبہ آواز لگاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ تعالےٰ قبر میں اس پر ایک جانور مسلط کر دیتا ہے جو قیامت تک اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاتا رہے گا۔

روایت ہے کہ جو شخص چوری یا زنا یا شراب نوشی کا مرتکب ہوگا قبر میں اس کو دو کالے سانپ قیامت تک ڈستے رہیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے اور صحابہؓ کو حکم دیتے تھے کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں۔

## عذاب قبر میں مبتلا کرنے والے گناہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عذابِ قبر بالعموم ان تینوں باتوں کی وجہ سے ہوتا ہے ان سے بچتے رہنے چاہیئے غیبت، چغل خوری، پیشاب میں بے احتیاطی۔



حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ ایسی معمولی باتوں پر جن سے بچ سکتے تھے ایک غیبت اور دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک تر ٹہنی منگا کر بیچ میں سے اس کو چیر کر آدھی ایک قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں گاڑ دی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے اس کی تشریح میں بعض علماء نے فرمایا کہ ٹہنی کے تسبیح خداوندی میں مشغول رہنے کی وجہ سے عذاب ہلکا ہونے کی اُمید پر آپؐ نے ایسا کیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کو تکلیف و اذیت پہنچاتا ہے وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کا گنہگار ہے اور جس وقت وہ عاق مرے گا اور مدفون ہوگا تو اس کو قبر اتنا تنگ کریگی کہ اُس کی دونوں پسلیاں آپس میں مل جائے گی۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص علقمہ نامی عبادت و سخاوت میں بہت مشہور تھا جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کی بیوی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا شوہر سکرات میں مبتلا ہے تشریف لے چلئے۔ حضورؐ چند صحابہؓ کے

ہمراہ علقمہ کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ علقمہ سے حال دریافت کیا۔ وہ کچھ بول نہ سکا۔ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ علقمہ کے ماں باپ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ باپ انتقال کر چکے ہیں اور ضعیفہ ماں باحیات ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوا کر پوچھا کہ تمہارا لڑکا دنیا میں کیا کرتا تھا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! وہ نماز پڑھتا تھا خیر خیرات کرتا تھا لیکن وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا۔ اس وجہ سے میں اُس سے ناخوش ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کر کے علقمہ کی لاش جلا دو اس کی بڑھیا ماں نے کہا کہ سرورِ کائناتؐ آپ میرے دلبند لخت جگر کو آگ میں جلانا چاہتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا عذاب اس سے لاکھ گنا سخت ہے تو جب تک اپنے بیٹے سے راضی اور خوش نہ ہو گی۔ روزہ نماز خیرات کچھ اس کے کام نہ آئے گی۔ یہ سُن کر بڑھیا نے کہا یا رسول اللہؐ میں اپنے بیٹے سے خوش ہو گئی۔ اس کے بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کلمہ شہادت کی تلقین فرمائی اور علقمہ کلمہ شہادت پڑھ کر اس دُنیا سے رخصت ہو گیا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص غیر محرم عورت سے زنا کریگا اللہ تعالےٰ اس کی قبر میں دوزخ کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔

خاتم النبیین و شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ



معراج کی رات میں نے دوزخ عالمِ برزخ میں تانبے کے تنور دیکھے ان تنوروں کے منہ تو تنگ تھے مگر ان کے پیٹ نہایت چوڑے تھے۔ ان تنوروں میں کتنے ہی مرد اور عورت قید تھے ان تنوروں میں سانپ اور بچھو بھی تھے جو ان لوگوں کو ڈس رہے تھے اور ان لوگوں کی شرمگاہوں سے پیپ اور لہو جاری تھا اس کی بدبو سے تمام دوزخی پریشان ہو کر رو رہے تھے میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں جبریلؑ نے بتایا کہ یہ زانی مرد عورت ہیں حدیث شریف میں ہے جو شخص ہم جنسی کا مرتکب ہو گا وہ قبر میں خنزیر بن کر رہے گا۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک روز کسی گاؤں میں تشریف لے گئے اس گاؤں کے رہنے والے افسردہ و رنجیدہ نظر آئے۔ آپ نے غمگینی اور رنجیدگی کا سبب پوچھا ان لوگوں نے کہا ہم میں ایک نیک اور شریف آدمی تھا وہ انتقال کر گیا حضرت عیسیٰؑ اس کے مدفن پر تشریف لیگئے دُعا فرمائی اور عذاب کی نشانیاں دیکھ کر آپ نے اس مُردے سے دریافت کیا کہ تجھے کس گناہ کے بدلے عذاب مل رہا ہے مُردے نے عرض کیا کہ ایک مال دار شخص میرے سامنے ایک غریب اور لاچار شخص پر ظلم کر رہا تھا اور میں اُسے ظلم سے بچا سکتا تھا مگر میں نے ادھر کوئی توجہ نہ کی اب مرنے کے بعد میرے پیروں میں آگ کی جوتیاں پہنا دی گئی ہیں اس کی گرمی سے میرا دماغ کھول رہا ہے۔

روایت ہے کہ ایک ضعیفہ عورت بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئی، اور

وہ رو رو کر کہنے لگی کہ میری ایک بیٹی تھی میں نے اس کی شادی کر دی تھی کچھ دنوں کے بعد وہ وفات پا گئی۔ رات کو میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ سولی پر چڑھی ہوئی ہے اور فریاد و زاری کر رہی ہے میں نے دریافت کیا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے جواب دیا چونکہ میں نماز میں سستی کرتی تھی حق تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اسے دار پر کھینچ دو یہ سنتے ہی میں حواس باختہ ہو گئی جب ہوش آیا تو کیا نظر آیا کہ اس کے سر سے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے بلند ہو رہے تھے اور اس سے کہا جا رہا ہے کہ تو نامحرموں سے اپنے سر کے بال کیوں نہیں چھپاتی تھی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ شخص آگ کے نیزے لئے ہوئے اس کے کان میں اس طرح مارتے ہیں کہ نیزہ ادھر سے اُدھر پار ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں تو ایسی باتیں کیوں کرتی تھی کہ گھر والوں میں عداوت پڑ جاتی تھی۔ پھر دیکھا کہ ببول کے کانٹوں کا گٹھا اس کی دونوں آنکھوں میں ڈال کر گھسیٹا گیا اور اس سے کہا گیا کہ تو اپنی آنکھوں کو نامحرموں اور غیر مردوں سے کیوں نہیں چھپاتی تھی۔ اس کے بعد اس کی زبان نکال کر کاٹی گئی۔ ان کے بدن پر سیخ کی طرح لمبے لمبے اور سخت بال تھے ان دونوں نے بہت سی بیڑیاں اس کو پہنا دیں اور دونوں نے آگ کے گرز سے مارنا شروع کیا اور کہا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے کیوں جاتی تھی یا رسول اللہ اس کی فریاد رسی کیجئے وہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ یہ سب حال سن کر حضورؐ قبرستان تشریف لے گئے اور اس کے شوہر کو بلوا کر قبر کے عذاب کا مشاہدہ



کرایا۔ شوہر نے اس کی خطا اور قصور سب معاف کر دیئے اور عذاب موقوف ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ شرابی کو دفن کر کے تیسرے روز کھود کر دیکھو گے تو اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا ملے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ چار دفعہ شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ غضب میں آ کر اس کا نام سجین میں لکھ دیتا ہے اور اس کی نماز روزہ خیر خیرات قبول نہیں ہوتی جب تک وہ توبہ نہ کر لے۔

## عذابِ قبر سے محفوظ رہنے والے

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ کی بیماری میں مر گیا وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ پیٹ کے کئی مرض ہیں مثلاً استسقاء، ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے عذاب قبر نہ ہوگا۔

جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے گا اسے بھی عذاب قبر نہ ہوگا۔ اور جو شخص طاعون میں مر جائے گا وہ بھی قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا شہید بھی عذاب قبر سے مستثنیٰ ہیں اور بلا شبہ رمضان کے مہینے میں مُردوں سے عذاب قبر اُٹھا لیا جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے

مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھی اور مرگیا تو وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن فرشتے اس کو سہولت اور آسانی سے پل صراط سے کرا دیں گے۔

حضرت ابو ایوبؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دشمن سے مقابل ہوا اور ثابت قدم رہا یہانتک کہ مقتول ہوا یا غالب ہوگیا تو قبر کے اندر فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا۔ ایک طویل روایت کا خلاصہ یہ ہے مندرجہ ذیل اعمال سے مومن قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ ۱۔ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرنا ۲۔ باوضو رہنا ۳۔ ذکر الٰہی۔ ۴۔ نماز (۵) روزہ ۶۔ غسل جنابت، ۷۔ حج و عمرہ ۸۔ صدقہ ۹۔ امر بالمعروف ۱۰۔ حسن اخلاق ۱۱۔ اللہ کے خوف سے رونا۔ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا ۱۳۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر یقین رکھنا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ نے ایک قبر پر خیمہ لگایا اور انکو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ خیمے میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں ایک آدمی سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے اور پوری سورہ پڑھتے پڑھتے ختم کردی یہ واقعہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ سورۃ عذاب سے روکنے والی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا رہی ہے۔



حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ قرآن پاک میں ایک سورت ایسی ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو سورۃ الملک پڑھاؤ، یہ سورۃ تم کو قبر اور دوزخ کے عذاب سے نجات دلائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ نماز میں طول قرارت سے پل صراط پر امن ملے گا۔ اور طول سجود سے عذاب قبر سے حفاظت ہوگی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کی رات دو رکعت نماز بعد مغرب پڑھے ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ اذا زلزلت پندرہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ مشکلات موت میں آسانی عطا فرمائے گا۔ اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسجد کو خوشبوؤں سے بسائے گا تو حق تعالےٰ اس کی قبر کو خوشبو سے معطر کردے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ دنوں میں نفل روزہ رکھو اور دو رکعت نماز اندھیری رات میں پڑھا کرو اس سے قبر کی وحشت دور ہوگی۔

حضرت کعب احبارؓ بیان کرتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ

بینا علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ علم سیکھو اور سکھاؤ۔ میں پڑھنے اور پڑھانے والے کی قبر میں روشنی کرتا ہوں تاکہ وہ قبر کی وحشت اور فتنوں سے محفوظ رہیں۔ حضرت ابو کامل رضؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو کامل رضؓ یاد رکھ جس نے کسی کو تکلیف نہیں دی اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ میں اس کی قبر سے تکلیف دور کر دوں گا۔

حدیث میں ہے کہ جو آدمی ہر روز سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن پڑھتا رہے گا۔ تنگدستی سے محفوظ رہے گا اور قبر میں اس کو گھبراہٹ نہ ہوگی اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے،

# عالمِ برزخ کے متفرق حالات

حدیث میں منقول ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے مُردہ عزیز و اقارب کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں وہ تمہارے اچھے اعمال دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور بُرے اعمال دیکھ کر دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے پہلے ان کی موت نہ آئے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال خدا اور رسول ﷺ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جُمعہ کے دن تمہارے اعمال تمہارے باپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اچھے اعمال دیکھ کر خوشی ہوتی ہے تم اپنے مُردوں کو تکلیف نہ دیا کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ عید کے دن، محرم کی



دسویں تاریخ کو رجب کے پہلے جمعہ کو اور شب برأت کو اور ہر جمعہ کی رات کو مُردے اپنی اپنی قبروں سے اُٹھ اُٹھ کر اپنے مکان کے دروازوں پر آکھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور پکار پکار کر کہتے ہیں آج کی رات کچھ صدقہ دیکر ہم پر رحم کرو۔ اگر میت کے وارثین صدقہ دیتے ہیں تو وہ خوش ہوکر چلے جاتے ہیں حدیث شریف میں روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ مومنین بندے عالمِ برزخ میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور اس دُنیا سے جانیوالی رُوحوں کا بھی استقبال کرتے ہیں اور یہ بھی پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے۔ اور فلاں کس حال میں ہے اور جب مرنے والا مرجاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح خیر مقدم کرتی ہے جیسے دُنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اور عالم برزخ میں اس کے عزیز و اقارب جو پہلے مرچکے ہیں اُسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر خوش ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے متعلق آنے والی رُوح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وفات ہوگئی ہے تو وہ اپنے پاس اس کے نہ آنے کی وجہ سمجھ جاتے ہیں کہ وہ دوزخ میں چلا گیا اور وہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت قیس بن قبیصہ رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہوتا اسے مُردوں سے بات چیت کرنے کی اجازت و مجال نہیں ہوتی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مُردے کلام کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا۔ ہاں کلام بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی (قبر) کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحبِ قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور اس سے مانوس ہوتا ہے یہاں تک کہ زیارت کرنے والا اُٹھ کر چلا جاتا ہے۔

حضرت امام بشریؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مُردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیرا بھلا ہو، رُوحِ مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں (اب تو خود ہی سمجھ لے) کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو یہ بھی پہچانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پہ پیش ہوں گے جو بھلائی تمہاری طرف سے کی جائے گی جسے میں دیکھوں گا۔ (جو تمہاری طرف سے پیش کی جائے گی) تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں مُردے کا تمام جسم حتیٰ کہ ہڈیاں تک گل جاتی ہیں مگر ریڑھ کی ہڈی باقی رہتی ہے قیامت کے دن اسی ہڈی سے دوبارہ زندگی عطا کی جائے گی۔

علمائے حق نے لکھا ہے کہ زمین، انبیاءؑ، علماء، شہداء فی سبیل اللہ قاریٔ قرآن اور موذن کے جسم کو نہیں کھاتی ہے ان کے جسم قبروں میں



صحیح و سالم رہتے ہیں روایت ہے کہ مومن اگر عالم دین ہے تو مرنے کے بعد اس کا علم قبر میں اس کے لئے اچھا انیس بن جاتا ہے جس سے وہ بندہ قیامت تک دل بہلاتا رہتا ہے اور اس کے جسم کی کیڑے مکوڑوں سے حفاظت رہتی ہے۔

## انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتِ باحیات

روایت حدیث شریف سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ انبیائے کرامؑ اس جہاں سے منتقل ہو جانے کے بعد زندہ ہی ہیں اُن کی موت کا حاصل اتنا سمجھو کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیئے گئے ہیں اور انکا حال ہماری نسبت ایسا ہے جیسا فرشتوں کا حال ہے کہ ہم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

حضرت بیہقیؒ نے فرمایا کہ حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رُوحوں قبض کرنے کے بعد واپس کر دی گئیں، وہ اپنے رب کے حضور میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ شہداء ہیں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاءؑ زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں (یہ نماز تکلیف شرعی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ لذت حاصل کرنے کیلئے ہے۔)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو، کیونکہ

یہ دن مشہور ہے جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس دن فرشتوں کی آمد بکثرت ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا ہے) بے شک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اسکا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے جب کہ وہ اس میں مشغول ہو۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کیا ہوگا۔ کیونکہ اس عالم میں جاکر بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہتے ہیں اور یہ زندگی روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہوتی ہے کیونکہ بیشک اللہ نے زمین پر یہ حرام فرمایا ہے کہ نبیوں کے جسم کو کھا جائے۔ لہٰذا اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے اور اس کو بھی رزق دیا جاتا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام دُنیا سے منتقل ہوکر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کو رزق بھی ملتا ہے۔ شہداء کے متعلق رزق ملنا وارد ہوا ہے لیکن انبیاء کرام کی حیات و مرزوقیت شہداء سے بھی اکمل و افضل ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حضرت انبیاء کرام ع کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور حیات جسمانی ہے جیسا کہ دُنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم مدینہ منورہ اور مکہ کے درمیان سفر میں تھے آپ ص نے ایک جگہ دریافت کیا کہ یہ کون سی وادی ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ وادیٔ ازرق ہے۔ آپ ص نے فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ ع کی طرف



یہ فرماکر ان کا رنگ اُنکے بالوں کی کچھ کیفیت بیان فرمائی اور فرمایا کہ وہ اس حال میں نظر آرہے ہیں کہ اپنے دونوں کانوں میں اپنی دونوں انگلیاں دیے ہوئے اور اپنے رب کے نام کا تلبیہ زور زور سے پڑھتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اور آگے چلے یہاں تک کہ ایک اور وادی راہ میں آئی اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا یہ کون سی وادی ہے ہرشیٰ نامی ہے یا بجائے ہرشیٰ کے لفت کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا میں یونس ع کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے جسم پر اُون کا جُبہ اور سُرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور ان کی اونٹنی کی لگام درخت کی چھال کی ہے تلبیہ پڑھتے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔

اس مُبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ ع اور حضرت یونس ع کو بیداری کی حالت میں تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ انبیاء کرام ع کی حیات برزخیہ اس قدر اکمل و ارفع ہے کہ اس دنیا میں تشریف لاسکتے ہیں اور مناسک حج ادا کرسکتے ہیں اور ان کا دیکھا جانا بھی ممکنات میں ہے بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اس میں یہ بھی ہے کہ سیدالانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری ہی میں دیکھا ہے تو یہ امر قابلِ تصدیق ہے، معراج شریف کا واقعہ جو احادیث سے ثابت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سیدالانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ ع، عیسیٰ ع اور ابراہیم ع کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو ان کا امام بنا۔

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات دُنیاوی ہی میں تھے اور جن نبیوں کو آپؐ نے نماز پڑھائی وہ حیات برزخی میں تھے۔ حضرت عیسیٰؑ گو اس دنیا میں نہیں ہیں مگر حیات برزخیہ میں بھی نہیں ہیں بلکہ ان کی یہی حیات دُنیاوی جاری ہے تاکہ دوبارہ تشریف لاکر وفات پائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے قبور میں باحیات ہونے کے دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تو تر کے درجہ کو حدیثیں پہونچ گئی ہیں۔

## مجاہدینؒ و شہدائے کرام کی حیاتِ برزخیہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت ایک دن ایک رات کرنا ایک مہینے کے نفلی روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنیوالا اگر کسی حالت میں انتقال کر گیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر قیامت تک جاری رہے گا۔ اور اس کا رزق جاری رہے گا (جو شہیدوں کے لئے جاری رہتا ہے) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔



| | |
|---|---|
| وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا | جو لوگ خدا کی راہ میں (دین کی خاطر قتل |
| فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ | کئے گئے) تم ان کو مُردہ نہ تصور کرو۔ وہ |
| اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ | اپنے پروردگار کے پاس رہ کر کھا پی رہے |
| فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ | ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات |
| فَضْلِهٖ ط | سے فرحاں و شاداں ہیں۔ |

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم اس آیت کی تفسیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر چکے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالبوں میں ہیں اور ان کیلئے عرشِ خداوندی کے نیچے قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں وہ آزادانہ جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتی پھرتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں آکر ٹھہر جاتی ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم کیا ہیں۔ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں چلتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کیا۔ جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم جب تک جواب نہ دیں گے یہی سوال ہوتا رہے گا تو انہوں نے عرض کیا الٰہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رُوحیں ہمارے جسموں میں واپس بھیج دی جائیں تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل کئے جائیں۔ پس جب خداوند عالم نے ان سے پوچھ لیا اور معلوم کر لیا کہ ان کی کوئی خواہش و حاجت نہیں تو ان سے سوال اس لئے بند کر دیا گیا کہ انہوں نے دنیا دوبارہ جانے کے سوا اور کوئی چیز طلب نہ کی اور دُنیا میں واپسی قانونِ الٰہی

کے خلاف ہے اس لئے پورا نہیں کیا جا سکتا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس شہید کے لئے چھ انعامات ہیں۔

۱۔ خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی بخش دیا جاتا ہے اور جنت میں جو اس کا مقام ہے دکھایا جاتا ہے ۲۔ وہ قبر کے تمام عذاب اور فتنوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ۳۔ اور وہ سب سے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی،

۴۔ اور اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوتی نگینہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے ان سب سے بہتر ہوگا (۵) اور بہتر حوریں اس کے جوڑے کیلئے دی جائیں گی ۶۔ ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش لی جائے گی،

موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرؓ (جو کہ انصاری صحابہ میں سے تھے) دونوں غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک ہی قبر میں مدفون کر دیئے گئے تھے پانی کے تیز بہاؤ نے چھیالیس سال کے بعد ان کی قبر کھود ڈالی تو دوسری جگہ دفن کیلئے ان کی قبر کھودی گئی تو یہ شہدائے کرام اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کل ہی وفات پائی ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ منورہ میں



نہر نکالنے کا ارادہ کیا تو نہر کی راہ میں اُحد کا قبرستان آگیا۔ انہوں نے اعلان کر دیا کہ اپنے اپنے عزیزوں کی لاشیں یہاں سے اٹھا کر منتقل کر لی جائیں۔ جب اس غرض سے لاشیں نکالی گئیں تو بالکل اپنی اصلی حالت میں تر و تازہ معلوم ہوتی تھیں۔ اور اسی وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ کھدائی کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے مبارک قدم میں کدال لگ گئی تو اسی وقت خون جاری ہوگیا۔ یہ واقعہ غزوۂ اُحد کے علاوہ اور بھی بعض اکابر اُمت کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے مدفون کرنے کے برسہا برس کے بعد جب دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں ذرا بھی تغیر و تبدل نہ ہوا تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے جسموں کو زمین نہیں گلا سکتی اور وہ بالکل زندوں کی طرف محفوظ رہتے ہیں لیکن غیر نبی کو اللہ رب العالمین یہ شرف مرحمت فرمائیں تو اس کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو بھی یہ اعزاز اور مرتبہ بخشا ہے وہ اگرچہ بظاہر مُردہ معلوم ہوتے ہیں مگر عام موت کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخیہ سے ان کا درجہ کم ہوتا ہے۔

## قبر میں کام آنے والی چیزیں

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مرنے کے بعد جو چیزیں بندۂ مومن کو اس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں۔ ان میں

ایک علم ہے جس نے اس کو پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی ہو یا کوئی قرآن ورثہ میں چھوڑ گیا ہو یا مسافر خانہ بنایا گیا ہو یا مسجد تعمیر کرائی ہو یا نہر جاری کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہونچتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ قیامت میں لوگوں کے پیچھے نیکوں کے پہاڑ ہوں گے۔ وہ پوچھیں گے یہ کہاں سے آئے تو جواب ملے گا تیرے بیٹے کے استغفار کا ثواب ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضؓ فرماتے ہیں کہ مُردے بہ نسبت زندوں کے دعا کے محتاج ہیں۔ جب کوئی شخص اپنے مُردہ بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو اس دُعا کو ایک فرشتہ اس کی قبر پہ لے جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اے قبر والے یہ تمہارے فلاں عزیز کی طرف سے ہدیہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرمادے گا وہ کہے گا اے خدا مجھے یہ درجہ کیسے ملا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کی جس کی وجہ سے یہ درجہ تجھ کو ملا۔

جو شخص اپنے مُردے کیلئے صدقہ دیتا ہے تو ایک فرشتہ اس کو نور کے طباق میں رکھ کر اس کی قبر پہ لے جاکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے فلاں عزیز نے ہدیہ بھیجا ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج اور روزے ادا کرے تو ادا ہو جائیں گے، اس کو بھی ثواب ملے گا۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



نے فرمایا کہ مرنے والا اپنی قبر میں ایسا ہی (محتاج) ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا۔ پھر فرمایا کہ وہ دُعا کا منتظر رہتا ہے جو اس کے ماں باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہونچ جائے جب اُسے پہونچتی ہے تو ساری دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے اس سے زیادہ اس کو وہ دعا محبوب ہوتی ہے اور بیشک زمین والوں کی دُعا سے اللہ تعالیٰ قبر والوں پر قبر کے برابر ثواب داخل فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا ہدیہ مُردوں کیلئے ان کے واسطے استغفار کرنا ہے جو شخص گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے گا تو اس شخص کو موت کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر کا ثواب اصحاب قبور کو بخشے گا قیامت کے دن وہ اس کی شفاعت کریں گے،

# موت کو یاد کرنے کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اکثروا من ذکر ادم المذات (لذتوں کو توڑنے والی موت کو بہت یاد کرو) اور فرمایا کہ اگر چرند موت کے حال سے واقف ہوتے جس طرح تم جانتے ہو تو فربہ گوشت انسان کو کھانے کے لئے میسّر نہیں آتا۔

تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا انجام موت ہے اور

آخری ٹھکانہ قبر ہے۔ منکر نکیر مؤکل ہیں۔ قیامت برحق ہے۔ پھر جنت یا دوزخ میں جانا ہے۔ اگر تم عقل مند ہو تو موت کے سوا کسی چیز کی فکر نہ کرو گے۔ اور سب سے زیادہ توشۂ آخرت کی تدبیر میں مشغول رہو گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

| | |
|---|---|
| الیس ومن دان نفسہ | دانا وہی ہے جس نے اپنے نفس کو |
| وعمل بما بعد الموت | اپنا تابعدار کیا موت کے بعد آنیوالی |
| رواہ | زندگی کیلئے عمل کیا۔ |

تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کہ روزانہ جوان مرد، عورتیں بوڑھے اور بچے موت کی آغوش میں آتے رہتے ہیں تم خود سوچو نہ جانے کتنے لوگوں کو تم خود قبر میں دبایا ہوگا۔ کتنے جنازوں میں شرکت کی ہوگی اور نہ جانے کتنے لوگوں کو جانکنی میں دم توڑتے دیکھا ہوگا۔ حسین و خوبصورت امیر دولت مند قیمتی پوشاک میں ملبوس رہنے والے اونچے اونچے محلوں اور قمقموں میں بجلیوں کی روشنی میں رہنے والے لوگ تمہارے سامنے قبر میں سُلا دیے گئے ہوں گے تم قبرستان میں جاتے ہو تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ ان کے حسین وجمیل جسم کو مٹی نے کھا لیا اور وہ اسی میں دفن ہو گئے اور ان کی قبر پہ بے کسی کے سوا کوئی نوحہ گر نہیں، شوہر کے مرنے کے بعد بیوی نے دوسرا عقد کر لیا۔ باپ کے انتقال کے بعد بیٹوں کے ورثہ کی جائیداد و مال و اسباب تقسیم کر لیا۔ مرنے والا کچھ بھی ساتھ نہ لے گیا۔ اور جو اس کی محبت کا دم بھرتے تھے اس کو



قبر میں لٹا کر بھول گئے اور دنیا میں مبتلا ہو گئے یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہوتا ہے مگر تم غور نہیں کرتے تم پہ غفلت کے پردے پڑے ہیں اور اس قدر دنیا کے لہو ولعب میں پھنس گئے ہو کہ تم جنازہ اور قبر کے قریب بیٹھ کر بھی دنیا کی کہانی چھیڑتے رہتے ہو اور تمہیں موت نہیں یاد آتی، حالانکہ تمہیں دوسروں کی موت سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور موت کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی فکر کرنی چاہیے فَاِنَّ السَّعِیْدَ مَنْ وَعَظَ بِغَیْرِہٖ (نیک بخت وہی ہے جو دوسروں کا حال دیکھ کر خبردار ہو جائے)۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، انصار میں سے ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں میں سے زیادہ عقلمند اور کریم کون ہے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور زادِ آخرت حاصل کرنے میں زیادہ ہو۔

یاد رکھو جو شخص موت کو یاد کرے گا وہ ہمیشہ آخرت کیلئے سامان مہیا کرنے میں مشغول ہوگا۔ اور قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو موت کو فراموش کرتا ہے اس کی ساری کوشش و ہمت دنیا کیلئے ہوتی ہے اور زادِ آخرت حاصل کرنے سے غافل ہوتا ہے تو وہ قبر کو دوزخ کے غاروں میں سے ایک غار پائے گا۔ پس انسان

کو چاہیئے کہ وہ موت سے غفلت نہ کرے اور ہمیشہ عقبیٰ کی فکر میں لگا رہے

ہر گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے!
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

# طولِ امل کا بیان

طول امل سے کوتاہ اُمیدی بہتر ہے اس لئے جس نے اپنے دل میں یہ بات تصور کرلی کہ میں بہت دنوں تک جیوں گا اور ابھی ایک مدت تک نہیں مروں گا تو اس سے دین کا کام بھی درست نہ ہوگا کیونکہ وہ تو اپنے دل میں یہ نقش کئے تھا کہ ابھی تو مدت پڑی ہے. جب چاہوں گا کام کرلوں گا تھوڑے روز چین کرلوں، یہاں تک کہ موت کا پیغام آجاتا ہے اور اس کی ساری اُمیدیں خاک میں مل جاتی ہیں پھر افسوس و ملال سے کچھ نہیں ہوتا، اور جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے وہ بہرحال اس تدبیر میں لگا رہتا ہے اور آخرت جمع کرتا ہے۔ یہی بات ساری سعادتوں کی جڑ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ جب تو صبح کو اُٹھا کر تو اپنے دل میں یہ خیال نہ کر کہ میں شام تک زندہ رہوں گا۔ اور شام کو یہ نہ سمجھا کر میں صبح تک زندہ رہوں گا، زندگی سے موت کا توشہ لے، تندرستی سے بیماری کا توشہ پیدا کر کیونکہ یہ تو نہیں جانتا کہ کل میرا نام خدا کے نزدیک کیا ہوگا اور فرمایا، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کسی چیز تم پر اتنا خائف نہیں ہوں جتنا کہ دو خصلتوں سے۔ ایک تو خواہش



کی پیروی سے دوسری بہت جینے کی اُمید رکھنے سے پس تمہیں چاہیئے کہ ہمیشہ آخرت کا خیال رکھو اور اس دنیا کو مسافر خانہ سمجھو، نہ جانے کب اور کس ساعت موت کا سامان آجائے اور تمہیں کوچ کرنا پڑے، یہ زندگی مستعار اور ناپائیدار ہے مومن کی شان یہ ہے کہ لہو و لعب میں پھنسنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے رکے
نے باگ ہاتھ میں ہے نہ پا ہے رکاب میں

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو ۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے (۳) تونگری کو محتاجی سے پہلے۔ ۴) فراغت کو اشغال سے پہلے، ۵۔ زندگی کو موت سے پہلے۔ اور فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے سبب اکثر خلق کو نقصان ہوتا ہے یعنی وہ خسارہ میں رہتے ہیں۔ ایک تندرستی اور دوسری فراغت سے ان فرمان نبوی کی روشنی میں تم دیکھو کہ تندرستی اور فراغت کو بیجا اور گناہ کے کاموں میں نہ صرف کرو بلکہ اللہ کی دی ہوئی ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور زادِ آخرت کا توشہ مہیا کرو، برائیوں سے بچو اور نیکیوں کے کام میں مصروف رہو۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ ایک خدا رسیدہ بزرگ اور ولی کامل تھے آپ آخری عمر میں بھی بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے آپ کا مجاہدہ اور عبادت اور ریاضت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ نرمی کریں تو کیا ہو

فرمایا گھوڑے کو دوڑاتے ہیں تو آخر میدان میں وہ اپنا تمام زور کرتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے محنت اور ریاضت میں کیوں کسر اُٹھا رکھوں جب کہ موت قریب ہے اس بوڑھے مجاہد نے کتنا محنت افزا جواب دیا ہے اس سے نوجوان اور تندرستوں کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

موت ایک ذریعہ ہے جو دارِ فانی سے انسانوں کو دارِ بقا میں منتقل کرتا ہے اس لئے موت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کب موت آوے اس کا کوئی بھروسہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے ایمان کی حقیقت پوچھی کہ کیا ہے کہا کہ ایک قدم اٹھاتا ہوں تو دوسرے قدم کی آس نہیں رکھتا۔

افسوس صد افسوس تم نے دُنیا کو ایسا بنالیا ہے کہ جیسے تمہیں یہاں رہنا ہے یہ دھوکا اور فریب ہے تم غفلت میں ہو جب موت آئے گی ساری حقیقت واضح ہوجائیگی۔ اس لئے تم پہلے ہی موت کے خیر مقدم کیلئے تیار رہو۔

# سوئے خاتمہ کا بیان

سوئے خاتمہ کے معنی مرتے وقت ایمان چھن جانے کے ہیں جس سے جہاں کے سارے لوگ ڈرتے آئے ہیں۔ سلب ایمان دو سبب سے ہوا کرتا ہے ایک تو یہ کہ کوئی باطل بدعت کا اعتقاد رکھ کر ساری عمر اس پر قائم رہے اور اس کا خیال بھی نہ ہو کہ خطا کا اس میں کوئی شک و شبہ ہوسکتا ہے پھر جب موت کے وقت اس کے اعمال کا عقدہ کھلے



تو اس کی خطا کاری اُس پر ظاہر ہو اور اس کے باعث اس کے دوسرے اعتقادوں میں بھی احتمال اور شک پڑے کہ اس کا اعتماد اُٹھ جائے اور اپنے اعتقاد کی وجہ سے اسی شک میں مبتلا ہو جائے یہ خطرہ بدعتی یا متکلم کو ہوا کرتا ہے جو علم کلام اور استقلال سے دین کی راہ اختیار کرتا ہے اگرچہ متقی اور پارسا ہی ہو مگر بے وقوف لوگ اہل سلامت کہ جو بظاہر قرآن و حدیث کے مطابق مسلمانی رکھتے ہیں اس وجہ سے محفوظ رہتے ہیں فرمان نبویؐ ہے علیکم بدین العجائز واکثر اھل الجنۃ ایعنی لازم پکڑو بوڑھی عورتوں کا دین، اکثر اہل جنت بھولے ہوں گے،) اور اسی سبب سے اگلے بزرگوں نے علم کلام اور بحث و حجت اور حقیقت کار کی جستجو سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ جو اس کے سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتا ضرور بدعت میں پڑے گا۔ دوسرا سبب سلب ایمان ہونے کا یہ ہے کہ بدعتی میں یہ ہوتا ہے کہ ایمان ہی ضعیف ہوا، اور جب موت کا وقت آئے تو دیکھے کہ سب خواہش اس سے چھن جاتی ہے اور اسکو زبردستی سے نکالتے ہیں اور ایسی جگہ لے جانا چاہتے ہیں جہاں اس کا جی نہیں چاہتا تو اس وجہ سے عجب نہیں کہ اس میں کراہت پیدا ہو جائے اور خدا کی جو ضعیف محبت تھی وہ بھی جاتی رہے پس اسی خطرے سے جو دُور رہنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ بدعت سے دور رہے اور جو قرآن و حدیث میں ہے اسی پر ایمان لائے اور اس بات کی کوشش کرتا رہے کہ خدا کی دوستی غالب ہو اور دنیا کی محبت کم ہو۔ اللہ کے دوستوں کی صحبت اختیار کرے اور اللہ کی اطاعت

اور فرماں برداری میں لگا رہے، حضرت سفیانؒ مرتے وقت بہت بیقرار ہو کر روتے تھے اور لوگ تسلی دیتے تھے کہ آپ نہ روئیں اللہ تعالیٰ کا عفو آپ کے گناہوں سے بڑھا ہوا ہے فرمایا کہ اگر یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میں توحید پر مروں گا تو مجھے کچھ بھی خوف نہیں اگرچہ کتنے پہاڑوں کے برابر میرے گناہ ہوں۔ انسان کا دل چکی کی طرح چکر میں ہے اور موت کا وقت بڑا ہی سخت و سنگین وقت ہے کوئی نہیں معلوم کر سکا کہ اس وقت دل کس چیز پر قرار پکڑے اور کدھر پھر جائے پس نیک عمل کرنے کے باوجود سوئے خاتمہ سے ڈرتے اور ہمیشہ استحکام اور سلامتی کی دعا اللہ سے مانگا کرو دراصل کامیابی یہی ہے کہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ موت آئے۔

کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

اللہ تعالیٰ بطفیل سرور کائنات دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور سوئے خاتمہ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

گم نہ ہو کثرت میں یہ ذرہ درانی چھوڑ دے!
پھر تڑپ وحدت کی پیدا کر دلِ خاموش میں!
دو قدم اللہ کی جانب ذرا چل کر تو دیکھ
بڑھ کے رحمت خود اٹھا لے گی تجھے آغوش میں

(ختم شد) (صولت علوی)